ہفتہ وار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۲) — مطبوعہ ۷ اگست ۱۸۹۶ء بروز جمعہ — جلد (۲۴)

ایڈیٹوریل نوٹس

بڑی خوشی کی بات ہے کہ مسیحی لوگ اپنی سخاوت کو اچھی طرح سے ثابت کرتے ہیں حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً پچاس لاکھ روپیہ اور اور ملکوں کیطرف سے مظلوم آرمینیوں کی مدد کے لئے ارسال ہوا۔ اُمید ہے کہ اس سے محمدی دنیا سمجھ سکتی ہے کہ مسیحی مذہب فی الحقیقت برادرانہ محبت کا مذہب ہے اور اگرچہ تلوار چلانے کو جھٹ ہاتھ نہیں اُٹھاتے مگر ایسے کام کرنے پر تیار ہیں کہ جس کا نتیجہ بالضرور تلوار کے اثر سے زیادہ مؤثر اور پایدار ہے ظالموں پر اس سے واضح ہو کہ جہاں روپیہ بھیجا جاتا ہے ساتھ ہی اکثر ایک شخص ان مظلوموں کے حق میں دعا مانگتا ہے اور دعا کا سننے والا خدا ہے اور اپنے وقت پر اس خونریزی کی ہر ایک بوند کا حساب لینے والا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ آرمینیوں کی حالت بہت بری ہے لیکن ہم مایوس نہیں۔ یاد آتا ہے کہ کوئی چالیس پچاس برس کا عرصہ گذرا کہ سلطان محمود نے یہہ فرمان جاری کیا کہ تمام مشنری قلمرو ٹرکی سے خارج کئے جاویں۔ اُس وقت بعض لوگ مایوس ہونے لگے ایک بزرگ پادری صاحب نے فرمایا کہ یاد رکھو خدا زندہ ہے۔ ایک دو ماہ کے بعد سلطان محمود کا انتقال ہو گیا۔ اُس وقت سے آجتک اس فرمان کا تذکرہ تک درمیان نہیں آیا۔ جو طریقہ خدا کو مناسب معلوم ہوگی وہی طریقہ عمل میں آویگا۔ اور اس ظلم اور ان ظالموں کا خاتمہ ہوگا ✣

شعر۔ زمانے کے ہیں سب قرینے مطابق ✣ تماشے کے ہیں رنگ سارے موافق

آجکل ہم ایک کتاب جس کا نام ان دی رومن ایمپائر مطالعہ کر رہے ہیں اس میں شرح و مفصل طور پر لکھا ہے کہ پہلی صدیوں میں مسیحی کلیسیا کا سلطنت روم میں کیا حال تھا اور کس طرح مسیحی مذہب رفتہ رفتہ وہاں کے لوگوں میں اثر کر گیا اس سے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ جو اثر وہاں اُس وقت ہوا آجکل ہندوستان میں اسیطرح سے ہو رہا ہے۔ ہم چند سطور نقل کر کے درج کرتے ہیں کہ جو بعینہ موجودہ زمانہ کی مشابہت کو ظاہر کرتی ہے اگر یہہ کہا جاتا کہ یہہ پہلی اور دوسری صدی سلطنت روم کا ذکر ہے تو ناظرین خیال کرتے کہ یہہ ہندوستان کا تذکرہ ہے۔ شروع میں حکام اور رئیس اور پوجاری وغیرہ مسیحی مذہب سے بالکل لاپرواہ تھے بعد ازاں ذرا خیال کرنے لگے اور کہنے لگے اور اپنے مذہب میں زیادہ سرگرمی دکھلانے لگے۔ ریت و رسم وغیرہ کا مطالعہ کرنے لگے اور بعض عقاید مسیحی مذہب سے لیکر کہنے لگے کہ یہہ عقیدے تو پہلے ہی سے ہمارے مذہب میں موجود ہیں کتاب مذکور بالا صفحہ ۱۴ مصنف کتاب یہہ بھی کہتا ہے کہ سپٹمس بادشاہ کے زمانہ میں روم کے دیگر مذاہب مسیحی مذہب کے مقابلہ میں ترغیب پاکر ذرا ترقی کی جانب نظر آنے لگے۔ ہر ایک کے مذہب والے یہہ دعوے کرتے تھے کہ ہمارے پاس اخلاق اور زندگی کی بڑی زبردست تعلیم ہے اور مسیحیوں نے سرقہ کر کے ہماری تعلیم کو اُڑا لیا ہے صفحہ ۳۳۵۔ یہہ باتیں بعینہ ہندوستان میں دکھائی دیتی ہیں اور نیا جوش ہر طرف نظر آتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے قدیم مذہب میں مسیحی مذہب کی تمام خوبیاں موجود ہیں اور یہاں تک بھی جھک مارتے ہیں کہ مسیحی مذہب نے یہہ باتیں ہمارے مذہب سے اخذ کری ہیں جب ہم یہہ علامتیں دیکھتے ہیں ہماری زبان سے فوراً فتح کا گیت نکلتا ہے۔ مسیحی لوگو! کام کرتے جاؤ۔ تعلیم پھیلاتے جاؤ ایمان میں مضبوط ہو نیک چال چلو۔ یریحو کی دیواریں گرنے والی ہیں تمام مخالف شکست کھا چکے ہیں اور یہاں کی شکست کے پورے پورے ثبوت ہیں ✣

۱۵ مئی ۱۸۹۶ء کو ہمنے وعدہ کیا تھا کہ جو جو اعتراضات قابل جواب دینے کے ہوں ہمارے پاس بھیجے جاویں۔ ان کے جواب لایق و فایق صاحبوں سے منگوا کر نور افشاں میں درج کر دیں گے ہمارے پاس حقیقی سایل نے چند سوالات بھیجے اور ان کا جواب اس اشاعت میں صفحہ نمبر ۶ پر دیا گیا ہے۔ ہمارا ارادہ سایل کی چٹھی چھاپنے کا

نورافشاں

پادری اے - ایچ - یونگ صاحب - ایم - اے - ایڈیٹر

پادری جی ایل ٹھاکر داس صاحب + پادری ایچ گولکناتھ صاحب - } ایسوسیئیٹ
مسٹر ایم ایل میلارام صاحب بی اے + پادری طالب الدین صاحب بی اے } ایڈیٹرز

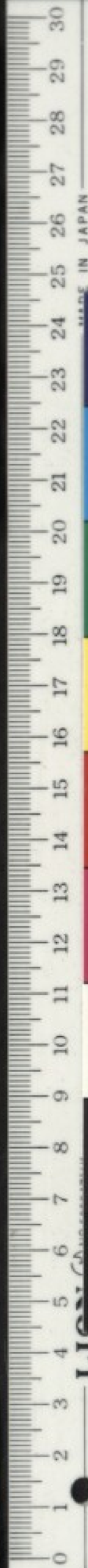
نیچ ذات

آجکل ایک اہم مسئلہ ہم مسیحیوں کے لئے حل طلب ہو رہا ہے ہم کہ صاحبان اہل الرائے اپنے اپنے خیالات ظاہر کرکے پبلک کو مستفید کریں - جو مسئلہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے وہ ایک عملی مسئلہ ہے اس لئے اس پر عملی اور کاروباری رائے ظاہر بھی ہونی چاہئے - یہہ مسئلہ ہند کی نیچ ذات کی تبدیل مذہب کے متعلق ہے - اکثر دیکھا جاتا ہے کہ نیچ ذات کے لوگ متواتر مسیحی ہوتے جاتے ہیں اور اگر ذرا زیادہ زور دیا جاوے تو ممکن ہے کہ آسانی سے کل نیچ ذات کے لوگ کثرت سے مسیحی مذہب کو قبول کریں - مگر مزہ تو یہہ ہے کہ ان کے اس تبدیل مذہب سے جو نتیجے پیدا ہوتے ہیں ان سے ہم پہلو تہی کر رہے ہیں حق تو یہہ ہے کہ ان کی تبدیل مذہب سے ملکی اور سوشل نتیجے پیدا ہونگے جن کا انسداد ایک یا دو دن میں ممکن نہیں - اور نہ ہی وہ انتظام محض مشنری مجلسوں کی کوشش سے مکمل ہوگا - بلکہ اس انتظام میں خود گورنمنٹ کو دست اندازی کرنی پڑیگی - لہذا شروع ہی میں دور اندیشی کرنا لازمی ہوگا -

اس قوم کے عیسائی ہونے کی کئی ایک وجوہات میں یہہ قوم ایک مدت دراز سے ستم زدگی کی حالت میں رہی ہے - ہند کی اونچی قوموں نے ان کو اپنے زر خرید غلامی کی حالت میں رکھا ہوا ہے اور اس پر حکومت کرنا اپنا جائز حق خیال کرتی ہیں - ان میں سے شاید ہی کوئی اکا دکا ایسا ہوگا جو اپنی ذاتی ملکیت یا جائداد رکھتا ہو - بلکہ گاؤں میں جہاں یہہ کثرت سے رہتے سہتے ہیں زمینداروں کی کاشتکاری کے کام میں مزدورانہ مدد کیا کرتے ہیں - ہر ایک گاؤں میں دیگر قوموں کی رہائشگاہوں سے الگ تھلگ ذرا فاصلے پر ان کی بستی ہوتی ہے وہ نہایت رذیل ہوتے ہیں اور ان کی حالت خستہ اور تباہ معلوم ہوتی ہے - نجاست تو ان کے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی ہے گاؤں والوں کا برتاؤ ان سے ایسا ہی ہے جیسے کہ قدیم زمانہ میں مالک کا اپنے مملوک غلام سے ہوا کرتا تھا - وہ نہ صرف زمینداروں ہی کی خدمت بجا لاتے ہیں بلکہ عموماً بیگار میں پکڑے جاتے اور انواع و اقسام کے تشددات اپنے اوپر سہتے ہیں - جائداد اور ملکیتوں سے محروم ہونے کے علاوہ وہ اسامیوں کا موروثی حق بھی نہیں رکھتے - اور اس لئے ان کو تقریباً خانہ بدوش ہی سمجھئے - ایک گاؤں کے نابرداشتنی ظلموں سے تنگ آکر وہ دوسرے گاؤں میں جا بستے ہیں - قانونی طور پر تو وہ بردے نہیں کہے جا سکتے پر عملی طور سے وہ ایک قسم کے بردے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ ہونے اور پتلا یا کر ستائے ہوئے لوگ ہوتے ہیں - اگر اس قوم کے لوگوں کی طرف دیکھا جاوے اور دریافت کیا جاوے کہ یہہ قوم کہاں سے نکل آئی تو اس میں شک نہیں کہ یہہ قوم انہی میں کی ایک شاخ ہوگی - جس نے غلامی کے جوئے کے بوجھ کو اور زیادہ گوارا نہ کیا اور خانہ بدوش ہوکر نکل کھڑے ہوئے +

محمدیوں کے عروج کے زمانے میں اس قوم کی خدمت کی بہت ضرورت پڑی اور عملی طور پر اس کو اپنی ملکیت تصور کرکے محمدیوں نے ان کے مسلمان ہونے پر مطلق زور نہیں دیا ورنہ یہہ ذات بھی صفحہ ہستی سے اُٹھ جاتی - سکھوں کے عروج کے زمانے میں ان میں سے بہتوں نے مذہب تبدیل کیا اور مذہبی سکھ کے خطاب سے ممتاز ہوئے - مگر اُن کی ذات میں کچھ فرق نہیں آیا - تاہم اپنے سر اُٹھانے اور غلامی کے جوئے سے آزاد ہونے کی خاطر وہ اپنے ہمقوم سے ایک جُدا ہی فرقہ بن گیا - حتیٰ کہ ایک جداہی اپنا پیشہ بھی اختیار کیا - اور سکھوں کی فوج میں بھرتی ہوکر ان کے معاون رہے - کئی ایک اس نیچ ذات میں سے رام داس کے پیرو ہوئے - اور رام داسئے کہلائے - گو ان کی ذات میں بھی تو کچھ فرق نہیں آیا مگر شاباش ان کی ہمت اور استقلال پر کہ آزادی میں انہوں نے ایک قدم آگے ہی بڑھایا - اور بجائے اس کے کہ وہ اوروں ہی کی غلامی کے طوق کے مقید رہیں انہوں نے بھی اپنا ایک جدا پیشہ اختیار کیا چنانچہ اب تک بعض ان میں سے چمڑے کا کام کرنے کی وجہ سے چمار کہلائے - اور بعض کپڑا بننے کی وجہ سے رام داسئے جولاہے کہلائے - کیا یہہ لوگ قابل تعریف کے مستحق نہیں کہ جنہوں نے اپنی اعلیٰ ہمت اور صبر سے غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اپنے لئے ایک قسم کے جداہی پیشے اختیار کئے - فی الحقیقت یہہ انسانی فطرتی تقاضا ہے کہ وہ اپنے ہمجنس کی غلامی کو پسند نہیں کرتا -

یہہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہندو مذہب یا سکھ اور اسلام میں کوئی ایسی خلاقی طاقت نہیں ہے جو ان کو آزاد کر سکے - تواریخ اس بات کی شاہد ہے کہ انہوں نے ہمارے نیچ ذات کے لوگوں کی زبوں حالت کو نہ تو بدلنے کی کوشش کی ہے اور نہ بدل ہی سکے ہیں بلکہ وہ اس قوم کو اب تک اپنی ملکیت سمجھے بیٹھے ہیں - اس نیچ ذات کی حالت ہندوستان میں ویسی ہی ابتر ہے جیسے کہ اور ملکوں میں بردہ فروشی سے لوگوں کی ہوئی - یہہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ موجودہ روشنی کے زمانے میں بھی اس قوم کو ویسا ہی ذلیل حالت میں رکھنے کی کوشش جاری رہتی ہے - یہہ زمانہ سرکار انگلشیہ کا زمانہ ہے اور یہہ قوم اسباب کو دیکھتی ہے کہ سرکار عموماً ویران زمینوں کے آباد کرنے کی خاطر زمینداروں کو ترغیب دیتی ہے کہ وہ ایسی زمینوں کے آباد کرنے میں سرکار کا ہاتھ بٹا دیں اور کچھ میعاد مقررہ تک معاملہ بھی معاف کیا جاتا ہے - بلکہ بعض دفعہ کچھ سرمایہ بھی بہم پہنچایا جاتا ہے کہ زمیندار آلات کاشتکاری و مویشی و دیگر ضروریات کو خرید سکیں - نیچ قوم کے لوگوں نے بھی سینکڑوں عرضیاں زمین حاصل کرنے کے لئے سرکار میں گذرانیں مگر افسوس کہ ان کی کچھ پرواہ نہیں کی گئی ان کو عطیہ کے طور پر مطلق زمین نہیں مل سکتی بلکہ ان کی ایسی درخواستوں کی منظوری کے بارے میں سکھ - مسلمان - اور ہندو لوگ سخت مخالف ہو جاتے ہیں - اور گورنمنٹ کو مطلق مشورہ نہیں دیتے



کہ نیچ قوم کو زمین دی جاوے۔ اُن کا زور اسی بات پر ہوتا ہے کہ وہ کاشتکاری کی خدمت میں ان کے کام آتے ہیں اور زمینداروں کو ان کے ذریعے بہت کچھ مدد ملتی ہے اور اس لئے اُن کے اس طرح سرخود ہونے سے ان کا نقصان ہوتا ہے +

اب یہہ دیکھنے میں آتا ہے کہ نیچ قوم کا رُخ مسیحی مذہب کی طرف ہوا ہے۔ ہمنے اسبات کو بتلا دیا ہے کہ محمدیوں نے اُن کے مذہب کی تبدیلی کے لئے کچھ کوشش نہیں کی ہے کیونکہ نیچ قوم کو انہوں نے اپنی ملکیت تصور کیا۔ باقی رہے ہندو اور سکھ سو اُن میں ذات کا امتیاز دور کرنا نا ممکن ہے اس کے بعد رہا مسیحی مذہب۔ کیا اس میں یہہ طاقت ہے کہ وہ اس ذات کی تمیز کو مٹا ڈالیگی تاکہ ان ستم زدوں کو ہندوستان میں وہی حقوق میسر ہوں جو اوروں کو حاصل ہیں۔ اگر ہم اس امر کو تسلیم کریں تو جیسا ہم نے آگے بتلایا کئی ایک امور میں ہمکو گورنمنٹ سے مدد لینی پڑیگی۔ کیونکہ اس امر میں ضرور ہندو مسلمانوں کی طرف سے سخت مخالفت ہوگی۔ ہمارے مسیحی خیال میں ایک قوم کو نیچ کہنا اور اُس کو دبائے رکھنا اس قوم کے لئے اس ملک میں ایک نرالی حالت ہے جس کی مسیحیت برداشت نہیں کر سکتی۔ جبتک نیچ قوم کا گذارہ موجودہ حالت میں ہوتا رہیگا ہم انکو یہی صلاح دیں گے کہ بھائیو اپنے کاموں کو خاطرخواہ طور پر کرتے جاؤ کیونکہ خدا کے سامنے یہی پسندیدہ ہے۔ کیونکہ جبتک آزادگی نصیب نہیں ہوتی اس موجودہ حالت ہی کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھو۔ پر اگر اس قوم کو یہہ موقع ملتا ہے کہ ویران زمین کو بشرط عطائیگی زمین از طرف گورنمنٹ آباد کرے یا کسی فوج میں بھرتی ہوں۔ تو ہم نہیں دیکھتے کہ گورنمنٹ کس قاعدے سے ایک عام حق سے محروم کر سکتی ہے خصوصاً جب وہ قوم مسیحی مذہب اختیار کرے۔ لہذا ہمکو ان کے لئے سفارش کرنا ضروری اور مسیحی فرض ہے +

کیا شمالی امریکن جنوبی امریکن کے ساتھ اسی امر کے فیصلے کے لئے نہیں لڑے۔ کیا بردہ فروشی کے مٹانے کے لئے یورپ میں بہت خونریزیاں نہیں ہوئیں۔ تو بھلا ہم مسیحی کس وجہ سے ان کی سفارش اور ان کے آزاد کرنیکے لئے کھڑے نہ ہوں اور گورنمنٹ سے مودبانہ اس امر کے لئے استدعا نہ کریں۔ ہم نے مانا کہ زمینداران کو اس کارروائی سے سخت صدمہ پہنچیگا پر ہم سب نیچر کی روش اور قاعدے سے واقف ہیں اس لئے اگر کوئی خلل واقع بھی ہو تو نیچر خود اس کا انسداد کر لیتا ہے۔

کمشنر ٹکر صاحب جو مکتی فوج کے ایک اعلیٰ افسر ہیں اس امر پر بڑا چرچا کیا کہ جنوبی ہندوستان میں کل نیچ قوم ہندو اور مسلمانوں کے پنجوں سے آزاد ہونا چاہتی ہے۔ اور کہ انکی امداد کرنی چاہئے چنانچہ جنرل بوتھ صاحب نے اپنا پروگرام اس مسئلے کے حل کرنے کے لئے پیش کیا اور اخبارات اور رسالہ جات میں بھی جابجا بہت کچھ چرچا ہوا البتہ جنرل بوتھ کی سکیم دتجویز کارآمد نہیں ہوئی۔ پر اتنا تو ضرور ہوا ہے کہ سرکار کو نیچ قوموں کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔

لہذا تمام مشنری صاحبان اور دیگر مسیحیان کو مناسب ہے کہ اس پر اپنی رائے ظاہر کریں کہ کس طرح ان کی آزادگی کے سامان مہیا ہو سکیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ فی الحال یہہ لوگ ہندو مسلمانوں بلکہ عیسائیوں کے بڑے ہی کام آتے ہیں۔ اور ان کی آزادگی سے سراسر ان کا نقصان ہوگا پر کیا یہہ ہماری عقل اور ضمیر گوارا کر سکتی ہے کہ ہم اس انسان کو جو آزاد ہونا چاہتا ہے دبائے رکھیں اور بالفرض اگر وہ دنیٰ حالت کی وجہ سے آزاد نہیں بھی ہونا چاہتا۔ یا آزادی کے مزوں سے ناواقف ہے تو کیا یہہ ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم اس کو اشرف المخلوقات کے رتبہ سے گرا ہوا تصور کریں اور پھر کیا اس ملک کو نیچ قوم کی ضرورت ہے کیا جنوبی امریکہ کے زمینداروں کو غلاموں کی ضرورت نہیں تھی۔ اور کیا ان کا سراسر نقصان نہیں ہوا پر یورپ اور شمالی امریکہ کی ضمیر اور عقل نے اسبات کو گوارا نہیں کیا کہ انسان انسان کو وحشی سمجھکر اپنا مملوک بنائے۔

اُمید ہے کہ صاحبان بصیرت اس معاملہ پر اپنی رائے زریں ظاہر کر کے پبلک کو مشکور فرماویں گے +

—※—

مراسلات

دیانندی آریوں کا نئی مے کو پرانی مشکوں میں بھرنیکی کوشش کرنا

اب تک ہم نے ظاہر کیا ہے کہ پنڈت دیانند نے ایک خاص مطلب کو مدنظر رکھکر ویدوں کا دم بھرنا شروع کیا اور اپنے اُس مطلب کو پورا کرنے کے لئے ویدوں کی من گھڑت تفسیر بھی کی۔ مگر افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کے پیرو اگرچہ دعوے تو کرتے ہیں کہ ہندوستان کے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ آریا سماج میں شامل ہیں مگر تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں سے ایک نے بھی حقیقی تعلیم کو حاصل نہیں کیا ہے کہ جس سے وہ سچ اور جھوٹ کو امتیاز کر سکیں۔ آریا سماج کے موجودہ ممبروں میں ۹۵ فیصدی ایسے ہیں کہ وہ سنسکرت سے بالکل ناواقف ہیں اور قریباً آدھے یا اس سے زیادہ ایسے ہوں گے کہ جنہوں نے ویدوں کو اپنی آنکھ سے بھی نہیں دیکھا ہے اور باقی پانچ جو کم و بیش سنسکرت سے واقف ہیں وہ بھی اس قدر سنسکرت نہیں جانتے کہ پنڈت دیانند کے وید کے ترجمے کے سچے ہونے کو سنسکرت کی زبان کے قاعدوں سے ثابت کر سکیں مگر آج کل کے علوم کی ترقی کے باعث کل آریا سماج کے ممبروں اور دیگر لوگوں کو ایسے سامان بہت آسانی سے مہیا ہو سکتے ہیں کہ جن کے ذریعے سے وہ پنڈت دیانند کے من گھڑت ترجمے کی حقیقت کو آسانی سے دریافت کر لیویں مگر شرط یہہ ہے کہ تعصب کی پٹی کو دل کی آنکھوں سے کھول دیا جاوے کہ پنڈت دیانند کے برابر آج کل کوئی سنسکرت دان موجود نہیں ہے۔

دیانندیوں کا یہہ دعویٰ ہمیشہ پنڈت دیانند کی نسبت بغیر دلیل کے کیا جاتا ہے۔

اس صدی میں انگریزی۔ مرہٹی۔ بنگالی اور اردو زبان میں ویدوں کے ترجمے ہندوستان کے مختلف حصوں میں سنسکرت کے مشہور مشہور عالموں نے کئے ہیں جو کہ جیسا کہ اُمید کرنی چاہیے تھی ایک دوسرے کے مضامین اور مطلب سے بخوبی ملتے جلتے ہیں اور سنسکرت کے دیگر عالم بھی بلحاظ لغت اور مذہب کے اُن کو درست جانتے ہیں اگر اُن ترجموں کو پنڈت دیانند کے من گھڑت ترجمے سے مقابلہ کیا جاوے تو ہمارے دیانندی بھائیوں کو بھی ہمارے ساتھ ہمارے دعوے کی تائید کرنا پڑے گا کہ پنڈت دیانند کے وید بھاش میں ہیچ پچ "نئی کو پرانی شکلوں میں بھرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ پنڈت دیانند کی چالاکی کو ایک اور طرح سے دریافت کر لینا نہایت آسان ہے مثلاً جنہوں نے پنڈت دیانند کے وید بھاش کو پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ وید کے منتر کو لکھکر اُس کے نیچے پنڈت صاحب نے جو اپنی عبارت تفسیر کے لکھدی ہے اُس کا وید کے اُس منتر سے حقیقی علاقہ معلوم نہیں ہوتا۔

پنڈت دیانند اپنے وید بھاش میں ایک وید منتر کا ترجمہ کرتے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ویدوں میں ریل گاڑی کا بیان پایا جاتا ہے مثلاً "شوتیم اشوم" جس کے معنے سفید گھوڑا ہے گر وہ کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ یعنے بھاپ کا گھوڑا یا بھاپ مراد ہے "اشو" جس کے معنے آگ اور پانی کے بھی ہیں اس واسطے بھاپ ہے اس طرح سے اسمیں ہم اُن گاڑیوں کے واسطے حرکت دینے والی طاقت کا پتہ یہاں پاتے ہیں پھر "ہر شوا" یعنے چھہ گھوڑے جیسا کہ عام پنڈت کہتے ہیں مگر پنڈت دیانند صاحب کہتے ہیں کہ آگ اور پانی کے واسطے گاڑیوں میں چھہ خانے مراد ہیں۔

اسی قسم کی دلائل سے پنڈت دیانند نے ویدوں میں سے سارے علوم نکالے ہیں۔

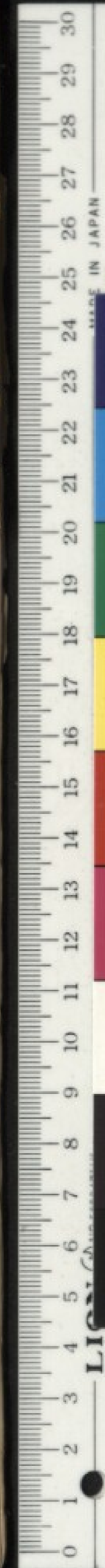
اس جگہہ ہم پنڈت دیانند کی زندگی کا ایک ماجرا اخبار دھرم جیون سے نقل کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پنڈت دیانند کا یہہ دعویٰ کہ ویدوں میں سب علوم موجود ہیں کیسا لغو اور بے بنیاد تھا۔

"ایک دن پنڈت دیانند صاحب مجلس میں بیٹھے ہوئے بیاکھیان دے رہے تھے اور بتلا رہے تھے کہ ویدوں میں تمام علوم موجود ہیں اور ان دنوں مغربی مہذب ملکوں میں جن علوم کی تعلیم دی جاتی ہے اُن میں سے کوئی ایسا نہیں جو ویدوں میں موجود نہ ہو۔ اس پر ایک معزز شخص نے جو علم ریاضی میں عمدہ قابلیت رکھتے تھے ان سے نہایت ادب سے دریافت کیا کہ کیا ویدوں میں "اقلیدس" بھی موجود ہے پنڈت صاحب نے فرمایا "ہاں موجود ہے" اس پر اُس معزز شخص نے کہا کہ بہت خوب اب آپکی سچائی کے معلوم کرنے کا نہایت عمدہ موقع مل گیا۔ چونکہ آپ وید دان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پس میں آپ کے سامنے اقلیدس کی ایک شکل پیش کرتا ہوں آپ اُسے حل کر دیجئے اگر آپ حل کر دیں گے تو معلوم ہو جاویگا کہ آپ علم ہندسہ جانتے ہیں اور یہہ بھی قیاس ہو سکے گا کہ شاید آپ نے اُسے ویدوں کے اوراق میں ہی سیکھا ہو۔ ورنہ نہیں۔ اقلیدس اور امتحان کا نام سنتے ہی پنڈت دیانند صاحب کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اور وہ آخر کار چپ ہو کر اپنا سا منہہ لیکے رہ گئے"۔

اہل ہنود کی ترقی اسلام کی نسبت بے پروہی
اور
ترقی مسیحیت کی نسبت فکرمندی

یہہ امر بلا کسی شبہہ کے درست ہے کہ اسلام ہندوستان پر کچھہ ترقی کرتا جاتا ہے۔ اہل اسلام کوشاں ہیں اور ان میں بہت سرگرمی ہے اور وے ہندوؤں اور دوسری قوموں کو اپنے مذہب میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کا پورا شمار تو نہیں بتلا سکتے مگر معتبر شہادت سے یہہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندو نومسلموں کا شمار کچھہ کم نہیں گو یہہ بات غور طلب ہے۔ اگرچہ یہہ بات بخوبی ظاہر ہے توبھی ہمارے ہندو دوست اپنے شمار کی اس کمی کی نسبت کچھ خائف نہیں ہیں۔ اور نہ دیسی اخبارات ہندوؤں کے اسلام قبول کرنے پر جھوٹی غصہ کو اختیار کرتے ہیں۔ ہر دو مذاہب کے ممبران میں کسی قدر دشمنی تو ہے مگر اس کا سبب ہندوؤں کا مذہب اسلام قبول کرنا نہیں۔ حقیقت یہہ ہے کہ ہندو مسلمانوں کی تعداد کو جو انہیں کی جماعت میں سے بڑہائی گئی ہے خوف کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ لیکن مسیحیت کی نسبت ہندوؤں کا خیال بالکل اور قسم کا ہے۔ ہندوستان میں مشن کے ابتدائی زمانہ سے مسیحیت کی قیمیائی پر اہل ہنود دہشت اور غصہ کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ ہر ہفتہ عیسائی دلایل کی تردید میں اور ہندوؤں کے دلوں کو مسیحیت کے غیر مغلوب خیالات سے محفوظ رکھنے کے لئے کچھہ نہ کچھہ علانیہ طور پر کہا گیا ہے۔ عیسائیوں کی شدت سے نگرانی کی جاتی رہی ہے اگر کوئی نقص ان میں ملا ہو تو بہت بڑے شوق سے اس غرض سے افشا کیا گیا ہے کہ عیسائیوں کی زندگی کی کمزوریاں اُن کی مذہبی ترقی کی مانع ہو جاویں اس کی ترقی سے خائف ہو کر ہندو مذہب کی پستی اور اس میں جان ڈالنے کے لئے مجلسیں قایم کی جاتی ہیں ہندو مذہب کی تازگی عیسائی مذہب کی ترقی کا لابدی نتیجہ ہے۔ اب اس کی کیا وجہہ ہے کہ اسلامی ترقی اس طرح ہندوؤں کی خوف کے کبھی جاتی ہے اور عیسائی ترقی سے ہمیشہ تحریک ہوتی ہے۔ اس کا جواب بہت آسان ہے۔

اسلام محض تعداد کے طور پر بیرون ہندوستان کے خیالات میں اثر کرنے کے پھیلتا جاتا ہے۔ یہہ صرف مسیحیت ہی ہے جو خیالات میں اثر پیدا کر کے ہندوستان کی زندگی خیالات دستورات کو تہ و بالا کر ڈالتی ہے۔ مسیحیت ہی زمانوں کے مذہبی بندہنوں کو توڑ کر طریقہ ذات کا استیصال کر کے اخلاقی ترقی کو پھیلاتی ہے۔ اور دینی آزادگی مستورات کی اصلاح بت پرستی اور دیگر دینی بیہودہ بطالتوں کو ضرب شدید لگا کر بہت سے حاجتمندوں کو روحانی خوراک بخشتی ہے۔ مسیحیت ایک تبدیلی کرنے والی شے ہو جو دنیا کو تہ و بالا



کرکے راست جانب کو اوپر کر دیتی ہے۔ اور اسی سبب سے مسیح کے وقت سے لیکر ابتک بدزبانی ملامت دشنام دہی اور حقارت کے لئے ایک سپر ہی ہے ہم ان متواتر حملات کے وسیلہ جو مسیحیت اور مسیحیوں پر اخبارات کے ذریعہ کئے جاتے ہیں تعجب نہیں کرتے ہیں ان سے فقط یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل ہنود روز بروز اسبات کا زیادہ یقین کرتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک ایسی طاقت کام کر رہی ہے جس کی ترقی صرف جنونی کوشش سے بند ہو سکتی ہے۔ پس ان کے حملات ان کے خوف کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کے خوف کے مقابل ہماری طرف سے شکر گذاری ہے اور خوشی ہے کہ ہندوستان پر مسیح کی فتحیابی جو انس کے لئے سب سے زیادہ برکت کا باعث ہوگی ہے نہ انسان کی نہ شیطان کی کوشش سے روکی جا سکتی ہے +

مترجم

خاکسار مسیح الدولہ لرانا ئیٹن دگس

بقیہ

افشائے راز محمدی

فصل ہشتم ارکان نبوت کے بیان میں

رکن اول اقتباس از تواریخ محمدی روضۃ الاحباب عروہ ابن زبیر سے یوں روایت ہے کہ قریش کا ایک بتخانہ تھا اور اس میں ایک بت تھا ہر سال اس کے سامنے ایک روز عید کیجاتی تھی۔ قریش اونٹ ذبح کرکے وہاں پر شراب پیا کرتے تھے جس روز محمد صاحب پیدا ہوئے اُسی روز اس بت کی عید تھی ناگاہ وہ بت منہہ کے بل گر پڑا قریش نے اس کو اٹھا کر درست کیا ایک لحظہ کے بعد پھر گر پڑا پھر مشکل سے درست کیا تیسری بار پھر گر پڑا تب وہ لوگ بہت غمگین ہوئے اور بت کو مضبوط کرکے کھڑا کیا اُس وقت بت نے یہہ شعر سنائے۔

شعر

تردی لمولود اضاءت بنوره ＋ جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب
وخرت له الاوثان طرا وارعدت ＋ قلوب ملوک الارض طرا من الرعب

ترجمہ۔ مردود ہوا میں ایک بچے کے سبب جو پیدا ہوا ہے جس کے نور سے تمام مشرق و مغرب روئے زمین کی روشن ہو گئی ہیں اور تمام جہان کے بادشاہوں کے دل اس کے خوف سے ڈر گئے ہیں۔

میرے عزیز بھائی مسلمانوں ابتک تو ہمکو محمد صاحب کی نبوت پر جھگڑا رہا لیکن یہہ ایک اور بلا عیسائیوں پر آئی جو حقیقت میں حیرت سے خالی نہیں ہے۔ وہ یہہ ہے۔ کہ پیشتر اس کے کہ آپ عیسائیوں کو محمد صاحب کی نبوت پر قایل کریں آپ اس بت کی نبوت پر عیسائیوں کو قایل کرو۔ کیونکہ یہہ ایک ایسا امر ہے جو تعجب سے خالی نہیں کہ بت پڑھتا ہے اور بولتا ہے۔ اور اُمید قوی ہے کہ اگر عیسائی اس حیرت آمیز بیان پر اتفاق نہ کریں گے تو نہ کریں۔ لیکن بت پرست تو ضرور گواہی دیدیں گے کہ بلاشک بت بولتے ہیں۔ دیکھو عربی بت شاعر بھی ہے +

یہ بات قابل غور یہہ ہے کہ نسبت محمد صاحب کے اس بت کو تو پیشتر ہی نبوت حاصل ہو گئی۔ کیونکہ وہ عرب کے کسی بتخانہ میں پڑا ہوا تمام جہان کی خبر دیتا ہے۔ مثلاً۔ بادشاہوں کے دلوں کا ڈرنا۔ تمام روئے زمین کی شرق کا روشن ہونا۔ بت کا اپنے کو مردود قرار دینا۔ اور اپنے نفع یا نقصان کو پہچان لینا بغیر وحی کیونکر ہو سکتا ہے۔ تو گویا یہہ بات سچ ہو تو چلو اس بت کی پیروی کریں۔ کیونکہ اس کی نبوت ثابت ہے وہ ضرور نبی ہوگا۔ اس میں کچھ کلام نہیں۔ تم جو بت پرستی کرتے ہو اگر تمہارے پاس بتوں کی تصدیق میں کوئی دلیل نہ ہو تو یہاں سے لیجاؤ۔ خیر محمد صاحب تو جب نبی ہوں گے تب ہی ہونگے فی الحال بت تو نبی بن گیا اس کے ثبوت میں اوپر کے اشعار نقل ہو چکے ہیں +

ناظرین اگر غور فرمائیں تو اس بت کا نبی ہونا آپ پر بخوبی روشن ہو جائیگا۔ مثلاً

بت خود بخود بولا۔ جس سے بت نے ثابت کر دیا کہ میں بت نہیں ہوں۔ بلکہ زندہ ہستی ہوں جس کو تمام جہان کا علم ہے۔ بت نے تمام جہان کی حالت بیان کی جس سے بت نے ظاہر کر دیا کہ مجھے غیب کا علم بھی آتا ہے۔ میں اُمّی نہیں ہوں۔ بت نے اپنے نقصان کو معلوم کر لیا کہ اب میری پرستش موقوف ہو جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر اس میں نبوت محمدی کا کونسا حصہ ثابت ہو گیا یہہ گواہ تو خود مدعی بن گیا؟ اب جب تک مسلمان اس نبی کی نبوت کو غیر نبوت بنا کر نہ دکھلاویں تب تک محمد صاحب کی نبوت کا ثبوت محال ہے؟ پھر مسلمانوں نے محمدی نبوت کا اس بیان سے کونسا حصہ ثابت کیا؟ غرضکہ محمدی صاحبان نے ایک دوسرا نبی بناکر ہمارے سامنے پیش کیا جس کی نبوت کے ہم قایل ہو ہی نہیں سکتے ہیں۔ یہہ رکن تو یوں گیا۔

نبوت محمدی کا دوسرا رکن۔ دیکھو تواریخ محمدی سے اور احوال الانبیا کی جلد اول کا شروع کہ کسریٰ بادشاہ فارس کا محل محمد صاحب کی پیدایش کے وقت کانپ گیا تھا اور چودہ کنگرے اس کے گر پڑے تھے اور فارس کا آتش کدہ بجھ گیا تھا۔ اور وہاں کے قاضیوں نے خواب دیکھا کہ سرکش اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچے ہیں اور دجلہ سے گذر کر تمام ملک میں پھیل گئے۔ تب کسریٰ نے کہا دنیا میں کیا ہوگا دانائوں نے کہا عرب میں کوئی حادثہ ہوگا پھر کسریٰ نے نعمان بن منذر کو خط لکھا کہ کسی ایسے آدمی کو ہمارے پاس بھیج جو ہماری بات کا جواب دیسکے۔ اُس نے عبدالمسیح کسی دانا شخص کو روانہ کیا + پر عبدالمسیح نے یہہ سب باتیں کسریٰ سے سنکر کہا میں ان کا جواب نہیں دیسکتا میرا خالو جس کا نام سطیح ہے اور وہ ملک شام میں رہتا ہے ان باتوں کا بھید بتلا دیگا۔ غرض عبدالمسیح کسریٰ سے رخصت لیکر ملک شام میں سطیح کے پاس گیا تعبیر پوچھنے کو۔ اُس وقت سطیح قریب المرگ تھا اور بحالت نزع تھا۔ اور اس کی جان نکلتی تھی عبدالمسیح نے اُسی وقت بہت سے عربی میں شعر بنائے جن میں

اپنے آنے اور کسریٰ کے سوال کا ذکر کیا۔ اور بکار سطیح بیہوش کے سامنے پڑھے۔

تب تو سطیح سرتاپا ہوشیار ہوا اور عالم غفلت سے سر اُٹھا کر عربی اشعار بہت سے پڑھے اور ان میں یہہ جواب دیا کہ محمد صاحب پیدا ہوئے ہیں۔ ان کی پیدایش کے سبب زلزلہ وغیرہ ہوا ہے اور وہ ملک کو تہ و بالا کرینگے۔ پس یہہ اشعار سنا کر سطیح مر گیا۔

سطیح کا حُلیہ

روضۃ الاحباب میں یوں لکھا ہے کہ اس کی عمر چھہ سو برس کی تھی اور وہ قبیلہ بنی ذیب کا کاہن تھا غیب کی باتیں بتلایا کرتا تھا۔ اس کے اعضا میں آدمیوں کی مانند مفصل یا جوڑ نہ تھے۔ اور نہ اس کے بدن میں کوئی ہڈی تھی۔ گوشت کا لوتھڑا تھا۔ اس میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ تھی اور نہ وہ بیٹھ سکتا تھا۔ ہڈی کے نہ ہونے کے باعث سے مگر جب کبھی اُسے غصہ آتا تو وہ ہوا پر اکڑتا تھا۔ اگر کہیں اُسے لیجانا منظور ہوتا تو مثل کپڑے کے لپیٹ کر بغل میں مار کر لیجاتے تھے۔ اس کا سر اور گردن بھی نہ تھی صرف چھاتی میں ایک سوراخ تھا جس سے وہ بولتا تھا۔

پیارے ناظرین یہہ محمدی نبوت کا دوسرا گواہ تھا۔ سو اب ہم کیا عرض کریں؟ کیا اس میں بھی کچھ لکھنے کی حاجت ہے؟ شاید آپ سطیح کو گواہ قرار دیتے ہوں؟ نہیں آپ سے یہہ انصاف کا فیصلہ شاید نہ ہو۔ کہ سطیح کوئی مخلوق تھا۔

۱۔ تو خواب قاضیوں کو آتا ہے اور تعبیر کے لئے بادشاہ بے قرار ہو رہا ہے۔ شاید ایسا خواب کبھی کسی کو نہیں آتا ہوگا؟

۲۔ تعبیر یہہ ہے کہ عرب میں حادثہ ہوگا۔ شاید یہہ تعجب کی بات ہے۔ کیونکہ عرب شروع سے حادثات سے محفوظ ہوگا؟۔

۳۔ گواہی سطیح صاحب کی۔ کیوں نہ ہو آپ جو ماشا اللہ انسان ہیں۔ پڑھنے والے اس کی نسبت ہم سے فیصلہ طلب نہ کریں۔ کیونکہ یہہ تو ظاہر ہیں کوڑ کے پہاڑ قایم ہو رہے ہیں۔ آپ انصاف کریں۔ کہ محمد صاحب تو بغیر غیب جاننے کے نبی قرار پائے سطیح غیب دان کیا قرار پائیگا۔ صاحبان میں اس بیان کی تشریح جان کر چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں سطیح صاحب انسان کی شان کے خلاف مجھسے کوئی غیر موزون کلمہ نہ نکل جائے۔ اس لئے پڑھنے والے اپنے محمد صاحب کے گواہ کا خود ہی فیصلہ کریں۔ غرض یہہ ہے کہ اگر ایسا گواہ ہو سکتا ہے تو اس کا مدعی کیسا ہونا چاہئے۔

(باقی آیندہ)

جناب ”حقیقی سایل“ صاحب

تسلیم۔ آپ کے سوالات مطلوبہ کے جواب میں جو کچھ میں نے لکھا ہے میرے نزدیک درست ہے۔

سوال اوّل۔ پیدایش ۵: ۲ کے آخری فقرے یعنے ”اُن کا نام آدم رکھا جس دن وہ پیدا ہوئے“ کی تفسیر۔

جواب۔ اس فقرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نام جو خدا نے پہلے انسان کو دیا تمام انسان پر عاید ہوتا ہے۔ لفظ آدم کے معنے ”خاک و مٹی“ ہیں۔ ”جس دن“ اسے یہہ معنے نکلتے ہیں کہ ”شروع ہی سے“ اور واضح ہو کہ مرد اور عورت ایک تن ہیں۔ چنانچہ عورت مرد کی پسلی سے نکالی گئی۔ آپ کا جو زور لفظ دن پر ہے سو جناب عبرانی محاورے میں دن کی مراد نہ فقط چوبیس گھنٹے لئے جاتے ہیں بلکہ اس حد و کے باہر بھی دیکھیے حوالجات پیدایش ۲: ۴۔ یوحنا ۸: ۵۶۔ ۲ پطرس ۳: ۸ ان حوالوں کو غور فرمائیے۔

سوال دوّیم۔ لوقا ۲۳: ۴۳ ”خداوند نے چور سے کہا آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔“ پھر متی ۲۵: ۳۱-۴۶۔ ایک دن مخصوص ہو چکا ہے جبکہ تفریق ہوگی۔

جواب۔ سایل کے واسطے یہہ امر مشکل معلوم ہوتا ہے کہ مرتے وقت کوئی انسان اپنی سزا و جزا میں کس طرح داخل ہو سکتا جبکہ ایک خاص دن کل انسان کے لئے سزا و جزا پانے کے لئے مقرر ہے۔ اب عیسائی عقیدے کے مطابق مرتے وقت روح اور بدن کی جدائی ہوتی ہے۔ بدن خاک میں ملجاتا ہے اور روح ہوش میں رہتی ہے اور اپنے کئے کے موافق سزا و جزا میں داخل ہوتی ہے۔ تو بھی ایک خاص وقت ہے جب کہ روح بدن کے ساتھ ملکے اپنی ٹھیک پوری سزا پاویگی۔ لیکن واضح ہو کہ خدا کی عدالت کا کام اُس وقت تک چھوڑا نہیں گیا بلکہ جاری ہے۔ یہہ کام مسیح مصلوب کو سونپا گیا۔ چنانچہ اُس کی صلیبی موت کے وقت دو گنہگار اُس کے دائیں بائیں نظر آتے ہیں اور مسیح درمیان میں ہو کے اُن کا فرق کرتا ہے۔ ایک توبہ کر کے بہشت کو جاتا نظر آتا ہے۔ دوسرا اپنی سخت دلی کے سبب سے ہلاک ہوتا ہے۔ عدالت کا پورا اختیار مسیح کا ہے۔ (یوحنا ۵: ۲۲ وغیرہ) چنانچہ حال کے زمانے میں بھی روحانی مُردے خدا کے بیٹے کی آواز سُنکے نئی زندگی میں آتے ہیں تاکہ نجات پانیوالوں اور گنہگاروں میں فرق ظاہر ہو۔ اسی طرح منصفی کا کام جاری رہتا ہے اُس وقت تک جبکہ خدا کی عدالت کامل طور سے انجام پاویگی اور کل مخلوقات پر ظاہر ہوگی۔ جیسے لکھا ہے تعجب نکرو کیونکہ وہ گھڑی آتی ہے جس میں وہ سب جو قبروں میں ہیں اُس کی آواز سُنینگے اور نکلیں گے جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے (یوحنا ۵: ۲۸ و ۲۹) - اُس وقت خداوند مسیح بڑے جلال میں اپنے پاک فرشتوں اور مقدسوں کے ساتھ آسمان پر سے اُتریگا۔ ایک دم میں ایک پل میں نرسنگا پھونکتے وقت مُردے اُٹھکے غیر فانی ہوں گے اور زندے بدل جائینگے۔ ساری قومیں حاضر ہونگی۔ قبروں میں سے سمندر میں سے ہر جگہ سے مُردے عدالت کے لئے اکٹھے کئے جائینگے اور اپنے عمل کے موافق سزا اور جزا پاویں گے۔ یہہ زمین اور آسمان بھسم کئے جائینگے۔ نیا آسمان اور نئی زمین اُن کے واسطے تیار کئے جائینگے جو مسیح کے کفارے پر اپنا پورا بھروسا رکھتے ہیں۔ اُس وقت خدا کی کامل محبت اور پورا انصاف ہمارے خداوند عیسیٰ میں ظاہر ہونگے۔

تیسرا سوال۔ مُردوں کے ثواب پہنچنے کے بارہ میں ہے۔

جواب۔ صاحب ذرا نظر غور سے انجیل شریف کو دیکھئے

جہاں تک مجھکو معلوم ہی کوئی ایسا کلام نظر نہیں آتا جس میں گناہگار کے مرنے کے بعد کوئی چھوٹنے کی اُمید ہو کیونکہ الٰہی احکام کے موافق ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ جو کچھ انسان نے اپنی زندگی میں اس دنیا پر رہتے ہوئے کیا اُس کے موافق خدا کے حضور میں سزا و جزا پانے کا مستحق ہی +

بقیہ

کیا قرآن میں کتب مقدسہ بائبل کی تحریف کا دعویٰ ہی؟

۷۔ بقرہ ۱۷ رکوع ۱۴۷۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ۔

ترجمہ۔ جن کو ہم نے دی ہی کتاب پہچانتے ہیں یہہ بات جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور ایک فرقہ اُن میں چھپاتے ہیں حق کو جان کر۔ حق وہ ہی جو تیرا رب کہے پھر تو نہ ہو شک لانیوالوں سے +

اس سے قبل کی آیات اور اس آیت کے شان نزول سے ظاہر ہی کہ محمد صاحب پہلے تو یہودیوں کی بیت المقدس کی طرف مُنہہ کر کے نماز پڑھتے رہے اور اب جو مکہ والے گھر کی طرف نماز پڑھنا شروع کیا۔ تو اُس وقت یہود مدینہ نے فریب سے اگر محمد صاحب سے کہا کہ اگر تم بیت المقدس کو اپنا قبلہ مانتے رہتے تو ہم ضرور جانتے کہ تم نبی ہو۔ مگر اب معلوم ہوا کہ تم نبی نہیں ہو۔ تو اس پر یہہ آیت نازل ہوئی۔ کہ یہودی پہچانتے ہیں یہہ بات جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور ایک فرقہ اُن میں چھپاتے ہیں حق کو جان کر۔ پھر تو نہ ہو شک لانے والوں سے۔

پس یہاں سے ظاہر ہی کہ حق کے چھپانے کا الزام یہودیان مدینہ کے کسی ایک فرقہ باشندہ مدینہ کو دیا گیا ہی نہ کہ کل یہود سکنہ مدینہ کو اور حق کو چھپانے سے یہہ مطلب ہی کہ وہ محمد صاحب کو جان بوجھ کر نبی نہیں مانتے۔ اور ایسی دلیل محمد صاحب کے نبی نہ ہونے کی بیان کرتے ہیں جیسا کہ شان نزول میں ہی۔ "کہ اگر تم بیت المقدس کو اپنا قبلہ مانتے رہتے تو ہم ضرور جانتے کہ تم نبی ہو مگر اب معلوم ہوا کہ تم نبی نہیں ہو" کہ جس سے خدا کو بھی محمد صاحب کے شک میں پڑجانے کا اندیشہ گذرا اور اُس کے شک کو رفع کرنے کے لئے کہنا پڑا۔ کہ "اے محمد حق وہ ہی جو تیرا رب کہے (نہ کہ وہ جو یہود مدینہ کہتے ہیں) پھر تو نہ ہو شک لانے والوں سے" پس محمد صاحب کو اپنی باتوں سے اُن کے نبی ہونے کی بابت شک میں ڈال دینا ہی حق کا پوشیدہ کرنا تھا نہ یہہ کہ وہ کتب سماوی میں سے کوئی لفظ کم و بیش کر کے تحریف کرڈالتے تھے۔ لہذا ظاہر ہی کہ قرآن میں کتب سماوی کی تحریف کا دعویٰ نہیں ہی۔

۸۔ بقرہ ۱۹ رکوع ۱۶۰۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اوتارے صاف حکم اور راہ کے نشان بعد اس کے کہ ہم اُن کو کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں اُن کو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دینے والے۔ اس آیت کے شان نزول کی بابت ابن اسحاق کی روایت سے سیرت ہشامی میں یوں لکھا ہی۔

کتمانهم ما فی التوراة من الحق سال معاذ بن جبل اخو بنی سلمه وسعد ابن معاذ اخو بنی عبد الاشہل وخارجة بن زید بفرا من احبار یهود عن بعض ما فی التوراة فکتموه ایاهم ابوا ان یخبروهم عنه فانزل الله عز وجل ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت والهدیٰ الایة۔

ترجمہ۔ توریت کا حق چھپانا۔ معاذ ابن جبل۔ اور سعد ابن معاذ۔ اور خارجہ ابن زید۔ نے بعض یہودی عالموں سے توریت کی کسی بات کا استفسار کیا لیکن یہود اُس کو اُن سے چھپا گئے اور بتلانے سے انکار کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل کی۔ بالتحقیق جو لوگ چھپاتے اُن صاف باتوں اور ہدایتوں کو۔ الخ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں +

قال ابن عباس ان جماعته من الانصار سئلوا انفرا من الیهود عما فی التوراة من صفته صلی الله علیه وسلم ومن الاحکام فکتموا فنزلت الایته

ترجمہ۔ ابن عباس نے روایت کی ہی کہ ایک گروہ نے انصار میں سے پوچھا ایک یہودی سے کیا ہی توریت میں نشانی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اور بعضے احکام بھی پوچھے۔ پھر اُنہوں نے چھپایا تب اُتری یہہ آیت۔

پس ظاہر ہی کہ چھپانے کے الزام میں یہہ ہرگز داخل نہیں کہ یہودیوں سکنہ مدینہ نے اپنی کتاب میں سے کچھ کم و بیش کر کے اُسے تحریف کرڈالا تھا۔ البتہ محمدی جو کچھ اپنے چند حریفوں سکنہ مدینہ سے کچھ دریافت کرتے تھے۔ اور وہ ان کے منشا کے بموجب نہ بیان کرتے۔ یا کسی جہالت کے سوال کا جواب نہ دیتے تو یہہ اُس کو چھپانا قرار دیکر محمد صاحب تک خبر پہنچاتے (خواہ بسبب خوشامد صحابہ اُنکا بیان غلط ہی کیوں نہ ہو*)

---

* حاشیہ۔ کیونکہ محمد صاحب ایسے لوگ بہت اعتبار کے لائق نہ تھے اسی سبب سے بہت جھوٹی حدیثیں اُن سے جاری ہوئی ہیں۔ چنانچہ مسلم میں ہی۔ حدثنی عفان عن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان عن ابیه۔ قال لم نرا الصالحین فی شی اکذب منهم فی الحدیث قال مسلم یجری الکذب علی لسانهم ولا یتعمدون۔ ترجمہ ہم نے نہیں دیکھا صلحا کو کسی امر میں زیادہ جھوٹا اُن سے جو حدیث میں ہیں۔ اور جاری ہو جاتا ہی جھوٹھ اُن کی زبان (خود بخود) اور قصداً نہیں کہتے +

توحضرت پر اس طرح کے الزام بے بنیاد ہیں آیت اُتر پڑتی تھی لہذا ظاہر ہو کہ قرآن میں کتب سماوی کی تحریف کا دعویٰ نہیں ہو۔

۹۔ بقرہ ۲۔ رکوع ۵۔ ۱۷۵۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ یَشۡتَرُوۡنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ لَا یُزَکِّیۡہِمۡ ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۔

ترجمہ۔ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کی اللہ نے کتاب اور لیتے ہیں اُس پر مول تھوڑا وہ نہیں کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ اور نہ بات کریگا اُن سے اللہ قیامت کے دن اور نہ سنواریگا اُن کو اور اُن کو دکھ کی مار ہے۔

(اور ایسا ہی الزام سورہ عمران ۱۹۔ رکوع ۸۸۔ آیت میں بھی یہود مدینہ کو دیا گیا ہے)

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

اعلم ان قولہ تعالیٰ ان الذین یکتمون مسائل المسئلۃ الاولیٰ قال ابن عباس نزلت الآیۃ فی روساء الیہود کعب ابن الاشرف۔ وکعب ابن الاشد ومالک ابن الصیف۔ وحی ابن اخطب۔ وابی یاسر ابن اخطب۔ کانوا یاخذون من اتباعھم الھدایا فلما بعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم خافوا انقطاع تلک المنافع فکتموا امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وامر شرایعہ فنزلت ھذہ الآیۃ المسئلۃ الثانیۃ اختلفوا فی انھم ای شی کانوا یکتمون فقیل کانوا یکتمون صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والبشارۃ بہ وھو قول ابن عباس و قتادہ والسدی والاصم وابی مسلم وقال الحسن کتموا الاحکام وھو لقولہ تعالیٰ ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ۔

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ جو لوگ چھپاتے ہیں کئی ایک مسئلے ہیں۔ اول یہہ کہ عبداللہ ابن عباس نے روایت کی کہ یہہ آیت روساء یہود کے حق میں اُتری ہے اور وہ یہہ لوگ تھے۔ کعب بیٹا اشرف کا۔ اور کعب بیٹا اشد کا۔ اور مالک بیٹا صیف کا۔ اور حی بیٹا اخطب کا۔ اور ابی یاسر بیٹا اخطب کا۔ یہہ لوگ لیتے تھے اپنے تابعداروں سے نذریں۔ پس جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے تو وہ لوگ ڈرے کہ یہہ فائدے جاتے رہیں گے اس لئے چھپایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کو اور آں حضرت کی شریعت کے نشانوں کو پس اُتری یہہ آیت۔ دوسرا مسئلہ یہہ ہے کہ عالموں نے اختلاف کیا اس باب میں کہ وہ کیا چیز چھپاتے تھے بعض نے کہا کہ وہ چھپاتے تھے تعریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آں حضرت کی نشانی اور آں حضرت کی بشارت۔ اور یہہ قول ابن عباس کا ہے۔ اور قتادہ اور سدی اور اصم اور ابی مسلم اور حسن کا یہہ قول ہے کہ وہ احکام کو چھپاتے تھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بہت عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کا ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے

امام فخرالدین صاحب رازی کے بیان سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب کے وقت یہودیوں کے یہہ پانچ رئیس یعنے کعب بن اشرف کعب بن اشد۔ مالک بن صیف۔ حی بن اخطب۔ وابی یاسر بن اخطب مدینہ میں رہتے تھے یا چند راہب بھی تھے جو آج کل کے قاضی ملاؤں وپیروں کی مانند لوگوں سے نذرانے لے کر اُنکے روبرو احکام کچھ کے کچھ بیان کرتے اور حق پر پردہ ڈالتے تھے کہ جس سے لوگوں کی حق تلفی ہوتی تھی۔ اور یہہ حق کا پوشیدہ کرنا تھا اس لئے محمد صاحب نے آیت اُتار کر یہہ سنایا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ سزا پاویں گے۔ لہذا اس سے یہہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ محمد صاحب نے تحریف کتب سماوی کا دعویٰ کیا ہے۔ کیونکہ ایسے ناممکن امر کا دعویٰ تو بعید از عقل ہے جیسا کہ۔

امام فخرالدین صاحب رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

اختلفوا فی کیفیۃ الکتمان فالمروی عن ابن عباس انھم کانوا یحرفون ظاھر التوراۃ والانجیل وعند المتکلمین ھذا ممتنع لانھما کانا کتابین بلغا فی الشھرۃ والتواتر الی حیث یتعذر ذلک فیھما بل کانوا یکتمون التاویل لانہ قد کان فیھم من یعرف الآیات الدالۃ علی نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکانوا یذکرون لھا تاویلات باطلۃ ویصرفونھا عن محاملھا الصحیحۃ الدالۃ علی نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فھذا ھو المراد عن الکتمان فیصیر المعنی ان الذین یکتمون معانی ما انزل اللہ من الکتاب۔

ترجمہ۔ علما میں اختلاف ہے طریقہ چھپانے میں یعنے کس طرح چھپاتے تھے عبداللہ ابن عباس کا قول یوں نقل کیا ہے۔ کہ وہ اہل کتاب بدل دیتے تھے عبارت توریت اور انجیل کی۔ مگر متکلمین کے نزدیک یہہ بات یعنے توریت اور انجیل میں عبارتوں کا بدل دینا ممتنع ہے کیونکہ وہ دونوں کتابیں نہایت مشہور ہو گئی ہیں اور تواتر کو پہنچ گئی ہیں یہاں تک کہ اُن کی عبارتوں کا بدلنا متعذر ہو گیا ہے بلکہ وہ لوگ (یعنے وہ پانچ رئیس مدینہ یا بعض درویش) چھپاتے تھے تاویلات کو کیونکہ اُن میں تھے جو جانتے تھے اُن آیتوں کو جو دلالت کرتی ہیں نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پھیر دہ کرتے تھے اُن کی غلط تاویلیں اور پھیرتے تھے اُن کو صحیح مطلبوں سے جو دلالت کرتے تھے اوپر نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس یہہ مراد ہے چھپانے کی۔ اب اس آیت کے یہہ معنے ہوئے۔ کہ جو لوگ چھپاتے ہیں معانی یا مطالب اُس چیز کے جو اُتارا اللہ نے کتاب سے۔

پس اظہر من الشمس ہے۔ کہ ابن عباس کی روایت کے بموجب یہہ آیت قرآنی روساء یہود ساکنہ مدینہ کے پانچ اشخاص مذکورہ صدر کے حق میں ہے اور ابن عباس کے نزدیک چھپانے سے یہہ مراد ہے کہ وہ یہود مدینہ توریت کی عبارت کو بدل دیتے تھے۔ مگر یہہ ان کا وہم بعید از عقل ہے۔ اور بموجب روایت

قتادہ وسدی و ابن جریح وابی مسلم وحسن کے وہ یہود مدینہ توریت کے احکام کو چھپاتے تھے جیسا کہ آیت قرآنی سے بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ تھوڑے نذرانہ کی خاطر آجکل کے قاضی و ملانوں کی طرح لوگوں کو کچھ کا کچھ بتاتے تھے نہ کہ کتاب سماوی کی عبارتوں کو بدل ڈالتے تھے۔ کیونکہ کتاب اللہ کی عبارتوں کا بدلنا تو ناممکن تھا جیسا کہ امام فخرالدین صاحب رازی کے پیش کردہ اقوال سے ظاہر ہے۔ "دیگر متکلمین کے نزدیک یہہ بات یعنے توریت اور انجیل میں عبارتوں کا بدل دینا ممتنع ہے کیونکہ وہ دونوں کتابیں نہایت مشہور ہوگئی ہیں اور تواتر کو پہنچ گئی ہیں یہاں تک کہ اُن کی عبارتوں کا بدلنا متعذر ہوگیا ہے" دیکھو کہ پہلی صدی سے سنہ ۳۱۳ء تک ذیل کے ممالک میں کتب سماوی مشتہر ہو کر کلیسائیں قایم ہوچکی تھیں۔

۱- ملک فلسطین یا کنعان میں۔ یروشلم۔ لدہ۔ سارون۔ یافہ۔ قیصریہ وسمرون میں۔

۲- ملک فونیکی میں صور و طلمائے میں۔

۳ ملک کلکیہ میں۔

۴- ملک کپرس میں۔

۵ ملک آسیہ کوچک میں۔ لیدیہ۔ لقاونیہ۔ انطاقیہ۔ اکونیم۔ دربے۔ لسترا۔ گلاتیہ۔ افسس۔ پرگمس۔ سمرنا۔ تھواتیرا۔ ساردس۔ فلادلفیہ۔ تروآس۔ لاؤدوقیہ۔ فروگیہ۔ قلوس۔ پنتس۔ کپدوکیہ۔ وبتونیہ۔ میں۔

۶- ملک مقدونیہ میں۔ فلپی۔ تسلونیقیہ۔ بریہ۔ میں

۷- ملک آرام میں۔ انطاکیہ و دمشق میں۔

۸- ملک یونان میں۔ قرنت واتھینی میں۔

۹- کریت میں۔

۱۰- الراقیم میں۔

۱۱- روم میں۔

۱۲- بابل میں۔

۱۳- پارتھا میں۔ میدیا۔ ایلان۔ مسوپوتامیہ۔ مصر۔ لبیہ۔ قرینی و عرب میں۔

۱۴- ملک کوش یعنے حبش میں۔

۱۵- ملک اسفانیہ میں۔

۱۶- انگلینڈ۔ فارس۔ اٹلی۔ چینی تاتار۔ ہندوستان میں

پس جبکہ تواریخ سے ثابت ہے پہلی صدی سے چوتھی صدی کے اخیر تک محمد سے دوسو برس پیشتر بہت ملکوں میں کلیسائیں قایم ہوچکی تھیں جو مختلف زبانیں بولنے والے تھے اور آپس میں دین و ایمان کے لئے غیرت مند ہو کر بڑے بڑے مباحثے کرتے تھے اور پاک کلام کو پڑھتے پھیلاتے اور نقل کرتے اور ترجمے کیا کرتے تھے تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ یہہ پانچ رئیس یہودیوں کے جو صرف مدینہ میں رہتے تھے تمام ممالک کی کتب سماوی میں تحریف کر دیتے۔ یا کرا دیتے۔ کوئی ہوشمند یہہ ہرگز نہیں مان سکتا۔)

اور پھر آیت قرآنی کا یہہ بیان "کہ تھوڑے نفع پر بیتے ہیں مول تھوڑا۔" یہہ الزام بھی تمام اہل کتاب پر وارد نہیں ہو سکتا۔ دیکھو سورہ عمران ۲۰ رکوع ۱۹۹- آیت۔

پس یہود کے پانچ رئیسوں مذکورہ و بعض درویشوں کو چھپانے احکام و نادر نفع حاصل کرنے کا الزام دینے سے محمد صاحب تمام جہان کی مشتہرہ کتب سماوی کی تحریف کے دعوے کے مدعی ہرگز ہرگز قرار نہیں دئے جاسکتے۔ کیونکہ ایسے ناممکن امر کا دعویٰ کرنا محض حماقت ہے۔ اور رؤسا یہود مدینہ کی دست قدرت سے بالکل باہر تھا + باقی آئندہ

سوامی وویکانند کا درس چکاگو

بت پرستی کے گھر میں بت پرستی سے انکار کرنا۔

رام موہن رائے بیان کرتا ہے کہ بت پرستی کی مندرجہ بالا دلیل کہ بت پرستی سے عبادت الٰہی کرنے میں ہمیں مدد ملتی ہے کس طرح پیدا ہوئی۔

بعض یوروپین جو اہل ہنود کی بت پرستی کی اصل حالت سے ناواقف ہیں ایسی تفسیر سے بت پرستی کی عذر معذرت کرتے ہیں کہ اگرچہ وہ تفسیر کچھ پالیشی تو ہے مگر بالکل بے دلیل ہے۔ وہ اپنی رائے یوں ظاہر کرتے ہیں کہ شاید اہل ہنود مورتوں کو صفات الٰہی کے سچے اور صحیح استعارات تو نہیں سمجھتے مگر ان صفات پر دھیان جانے کے لئے وسیلہ سمجھتے ہیں۔ یعنے اکثر موقعوں پر دیکھا کہ کئی ہندو بھی جو زبان انگریزی سے واقف ہیں اس تفسیر کو بت پرستی کے لئے اپنے ڈھب کا عذر سمجھکر بہ نسبت اُن عذرات کے جو اُن کے دیر تبلاتے ہیں اسی عذر کو لے بیٹھے ہیں حالانکہ از روئے اپنے اعتقاد اور عمل کے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ ان انگریزی تعلیم یافتہ ہندوؤں کے بیان سے انہیں یوروپین کا خیال اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے جو اس ملک کی بت پرستی کو اول درجہ کی بیہودگی سمجھکر جو ان کے نزدیک ناممکن ہے اُس کے نہونیکی مندرجہ بالا دلیل نکالتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ہندوؤں کا ایسا خیال نہیں ہے کیونکہ وہ مورتوں کو خدا پر دھیان جانیکے لئے وسیلہ نہیں سمجھتے بلکہ انہیں مورتوں کو پوجتے ہیں کیونکہ چاہے تو مورت بازار سے خریدی جاوے چاہے اپنے ہاتھ سے بنائی جاوے خاص رسموں کا مثلاً پران پرتشٹا کا ادا کرنا ضروری ہے جس سے ہندو یہہ یقین کرتا ہے کہ اس بت کی فطرت بدل گئی ہے۔ یہہ محض مادہ نہیں رہا۔ اس کو صرف جان ہی نہیں حاصل ہوگئی بلکہ بڑی بڑی طاقتیں مل گئی ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اگر بت مذکر ہو تو کسی مونث سے اُس کی شادی بڑی شان و شوکت سے کی جاتی ہے یہہ پر اسرار عمل اب پورا ہوچکا ہے اور دیوی اور دیوتا پوجنے والے کی پراربدہ کے مالک سمجھے جاتے ہیں اور اُس کی بڑی سرگرمی سے بندگی کی جاتی ہے۔

کسی اور نے مندرجہ بالا دلیل کا کیا اچھا جواب دیا ہے یہہ سچ ہے کہ جن لوگوں سے ہمیں محبت ہوتی ہے ہم اُن کی شکل کو یاد رکھنے کے لئے اُن کی تصویریں رکھتے ہیں مگر تمہاری پیتل کی تانبے کی مورتیں جو کسی دکان سے خریدی گئی ہیں کس قسم کے خدا کی ہمکو یاد دلا سکتی ہے۔ بعض اوقات یہہ عذر کیا جاتا ہے کہ عوام کے لئے بت ضروری ہیں +

رام موہن رائے اس کا جواب یوں دیتا ہے۔

ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا ترکی کا ہر ایک مسلمان اور یورپ کا ہر ایک مسیحی اور کبیر اور نانک کے پیرو بت کی مدد کے بغیر خدا کی پرستش نہیں کرتے ہیں؟ جب ایسا ہے تو ہم کیونکر خیال کر سکتے ہیں کہ انسان بت پرستی کی طفلانہ بازی کے بغیر خدا کی عبادت کرنے کے ناقابل ہے۔ میں اسباب کے ظاہر کرنے میں ذرا بھی نہیں ہچکتا کہ بلا امداد مورتوں کے خدا کی عبادت کرنا نہ صرف ممکن ہے بلکہ معقول آدمی پر فرض و واجب ہے۔

ہندو تسلیم کرتے ہیں کہ برہم نرو کار ہے اور اُس کی شکل نہیں یہی کہتے ہیں کہ خدا روح ہے۔ مصور کسی جسم کی تصویر کھینچ سکتا ہے لیکن روح کی تصویر نہیں کھینچ سکتا۔ اسی طرح خدا کی مانند کسی بت کا بنانا ناممکن ہے۔ خدائے پاک فرماتا ہے تم مجھے کسی سے تشبیہ نہیں دے سکتے اور نہ کوئی میرے برابر ہے۔ خدا کو یاد کرنے کے لئے جاہلوں کو بتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بتوں کے وسیلے سے وہ خدا کی شکل کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ اُس کی شکل نہیں ہے ــــ اپنے والدین کو جو دور دراز فاصلہ پر ہوں یاد کر سکتے ہیں۔ ایک محسن کو جس کو کبھی نہ دیکھا ہو پیار کر سکتے ہیں بلکہ قیصرہ ہند کی فرمانبرداری کر سکتے ہیں جس نے کبھی ہماری زمین پر پانوں نہ رکھا ــــ خدا روح ہے اور اُس کی پرستش روح اور راستی سے ہی ہو سکتی ہے۔ بت پرستی سے سچی عبادت میں مدد نہیں ہوتی بلکہ تنزل پیدا ہوتا ہے۔ اس سے خدا کی نسبت خراب اقسام کے خیالات پیدا ہوتے ہیں صرف مشنری لوگ ہی اہل ہنود کو بت پرستی کے ملزم نہیں ٹھہراتے بلکہ موجودہ صدی کے سب سے زیادہ مشہور دو ہندو بھی اہل ہنود کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ رام موہن رائے کی رائے رقم ہو چکی اب کیشب چندر سین کی رائے ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام اُن برائیوں کی جڑ بت پرستی ہے جو ہندو سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں جن سے قومی تنزل ہوتا ہے۔ بت پرستی ہندوستان کے حق میں مطعون اور ملعون بات ہے یا ایک فاسد مادہ ہے کہ جس نے ہندوؤں کے دل و جان کو کھا لیا ہے۔

اے ہند وؤ! تمہاری اعلیٰ تعلیم پر ایک الزام قایم ہوگا اگر کہا جاوے کہ تم بت پرستی کو مانتے ہو اور دیوتی دیوتاؤں کی ابتک دل میں تعظیم کرتے ہو اور اپنے آبائی مذہب کی ہزارہا بیہودگی میں یقین رکھتے ہو۔ ہم نے مانا کہ تم بت پرستی کو عقل و دانش کے خلاف سمجھتے ہو۔ تمہارے باپ دادا کی بت پرستی تمہاری سمجھ کے چاہے کتنی ہی مخالف ہو۔ مگر پھر بھی تم پورے طور سے نہیں سمجھتے ہو کہ اس کا تمہارے اخلاق پر کس قدر مہلک اثر پڑتا ہے۔ صرف اس قدر کافی نہیں کہ تمہیں اس میں اعتقاد نہیں۔ تمہیں اس سے قابل نفرت شے اور گناہ سمجھکر علیحدہ ہو جانا چاہئے۔ ایک ناپاک شے جانکر اُسے بالکل چھوڑ دینا چاہئے تمہیں اس کی سخت مخالفت کرنا اور ملک سے نکالدینا چاہئے۔ اپنی روح کو بچانے کے لئے اور اپنے لاکھوں اہل ملک کی روح کو بچانے کے لئے نفرت انگیز بت پرستی کو چھوڑ دو اور اقرار کرو اور نہ صرف زبانی ہی بلکہ اپنی روزانہ زندگی میں اُس ایک سچے اور عظیم خدا کا جو ہمارا خالق اور ہمارے اعمال کا حساب لینے والا ہے اقرار کرو۔ کرشن کہتا ہے۔

روح مادّی چیزوں پر دھیان کرنے سے مادہ ہو جاتی ہے جیسا دیوتا ویسا ہی پوجاری۔ اہل ہنود قدرتی طور پر عمدہ قابلیتیں رکھنے کے باوجود بعض باتوں میں ایسے غبی ہو گئے ہیں جیسے کہ ان کے معبود۔ ادنیٰ جانوروں کی مانند وہ رسوم کے پابند ہیں۔ برہمنوں کے آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں۔ نہایت احمقانہ کہانیوں میں یقین رکھتے ہیں اور متضاد بیانات کو قبول کرتے ہیں +

ہفت سالہ امتحان میں کامیابی

ڈاکٹر عنایت اللہ نامی کے دوست احباب یہ خبر سنکر کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے ساتویں سال کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے یقین ہے کہ بہت خوش ہونگے

ایک نظر انصاف

نورافشاں لودیانہ مطبوعہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۶ء میں ایک مضمون بعنوان " ہندوستانی کلیسیا کی ترقی کیوں نہیں ہوتی " بی۔ بی رائے صاحب کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی امر کی حقانیت اُسی وقت ظاہر ہو سکتی ہے جبکہ اُس پر نظر انصاف سے بحث کی جاوے۔

معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے مغربیوں کی تقلید کو اپنا شیوہ اختیار کیا ہے اور یورپین اصحاب کی عیب چینی کو اپنا فرض منصبی تصور کرتے ہیں عام اس سے کہ وہ حق ہوں یا ناحق۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یورپین خادمان تعلیم بدون غیب بینی کے دیسی متلاشیوں کو بپتسمہ دیدیتے ہیں جن سے بجائے مصالحت کے فساد کی تخم ریزی ہوتی ہے حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ طبیب کو طبیب حاذق اُسی وقت کہہ سکتے ہیں کہ وہ بیماروں کو اچھا کرے۔ تندرست کو تندرست کرنا تحصیل حاصل ہے جو محض فضول اور لاحاصل ہے اول تو یہ امر قابل اعتراض ہی نہیں اگر بفرض امکان مان بھی لیا جاوے تو ہر حالت میں یہ قصور دیسی لوگوں کا ثابت ہوگا کیونکہ وہ لوگ اپنا اعزاز بڑھانے کے لئے دیسی طالبوں کو یورپین خادمان تعلیم کے پاس لاتے ہیں۔ یورپین خادمان تعلیم صرف انہیں دیسی لوگوں کے اعتبار پر کام کرتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ دنیا میں جب تک کسی پر اعتبار نہ کیا جاوے کام نہیں چل سکتا۔ ہاں اگر اس صورت میں کسی موقعہ کو قابل گرفت تصور کیا جاوے تو اس کا ظہور میں آنا محض دیسی لوگوں کی برکت سے ثابت ہوگا۔ اب فرمائیے کہ یہ اعتراض آپ پر آتا ہے یا یورپین خادمان تعلیم پر +

ہندوستانی کلیسیاؤں میں جو نمایاں ترقی ہو رہی ہے وہ سالانہ رپورٹوں سے صاف طور پر ظاہر ہے اگر کوئی شخص صرف زبان زوری سے تکذیب کرنی چاہے تو ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے

ہیں کہ یہہ دعویٰ بے دلیل ہے اور جو دعوے بے دلیل کو کوئی شخص کسی صورت میں نہیں مان سکتا حقیقت یہہ ہے کہ بی۔ بی۔ رائے صاحب نے جو لکھا ہے وہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپنے اپنے دعوے کو صرف فرضی اور بناوٹی تمثیلوں سے ثابت کرنا چاہا ہے حالانکہ یہہ ان کا محض خیال ہے آپ یہہ نہیں جانتے کہ پہلے بھی اکثر رسولوں کے زمانے میں یہہ امر وقوع میں آتا رہا ہے مگر اُنہوں نے اپنی ثابت قدمی اور استقلال کے مقابلے میں اس امر کی کچھ پرواہ نہیں کی اور نہ کرنی چاہیے۔ سوائے اس کے ہمارا فرض ہے کہ ہم گلی سڑی لاشوں کو درست کریں تندرست لاشوں کو پھاڑ کر درست کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ بیشک بی۔ بی۔ رائے صاحب کو اس دعوے کے ثابت کرنے کے لئے کوئی نظیر پیش کرنی چاہیئے تھی جس سے یہہ ثابت ہوتا کہ نئی پیدائش والے لوگوں نے کوئی عمدہ پھل نہیں پیدا کیا۔ بھلا زبانی جمع خرچ کو کون مان سکتا ہے۔ آپ نے جو چوہڑے چماروں کو چھوٹی قومیں خیال کر کے کسی قدر مخالفت کی ہے مگر جو کچھ آپ فرماتے ہیں یہہ آپ ہی کا طریقہ ہے ہم کسی قوم کو چھوٹی قوم نہیں کہہ سکتے بلکہ ہر شلاشی کو شلاشی چیز سمجھتے ہیں عام اس سے کہ وہ چوڑا چمار وغیرہ کوئی کیوں نہ ہو ہمیں ہر قوم کی اصلاح مدنظر ہے۔ وہ یہہ نہیں سمجھتے کہ نجاست اپنی مقدار کی کمی بیشی سے کسی صورت سے پاک نہیں ہو سکتی ان تا وقتیکہ اُس کو تائید غیبی پاک نہ کر دے۔ جیسے نیز و جو اور کاربان ہر ایک بجائے خود زہریلے مادے ہیں مگر آکسیجن کے اتحاد سے ایک ایسی چیز بنجاتے ہیں جو باعث زیست ہر متنفس اور موجب نمو ہر ایک نباتات کے ہوتی ہیں اب ہم اپنے مضمون کو تمام کرتے ہیں اور جناب بی بی رائے صاحب کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی غلطی کو پہچان لیویں +

راقم

آر - آر

از چھاؤنی انبالہ

واقعات اور رائیں

جناب اڈیٹر صاحب

چندہ دہندگان کے سست نہ ہونے کے واسطے خبر دیجاتی ہے کہ آپ کے کارسپانڈنٹ نے جو لکھا ہے کہ ایک سرکاری ملازم نے للعہ ماہوار واسطے پادری احسان اللہ صاحب کے دینے کا ارادہ یا اقرار کیا ہے یہہ درست نہیں ہے اُس نے عہ ماہوار دیا گیا ہے البتہ اُس نے لکھا تھا کہ میں للعہ روپیہ دیسکتا ہوں اس خبر کو آپ کا نامہ نگار لے اوڑا۔ مہربانی سے نامہ نگاران ایسی خبروں کے دینے میں زیادہ احتیاط کیا کریں تاکہ اُس کی تصحیح کے واسطے محنت نہ کرنی پڑے اور نورافشاں بیفایدہ خرچ نہ ہو فقط + راقم شیر سنگ باجوہ

حیرت انگیز ماجرا

مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حال پنشنر۔ ۲۷ جولائی سنہ ۹۶ء کو قریباً ۸ بجے صبح کے اِس جہان فانی سے رحلت فرما گئے - یہہ وہی ڈپٹی صاحب مرحوم ہیں کہ جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ مسیحی مذہب کی کتابوں کی تصانیف میں گذرانا اور نیک چال چلن کا نمونہ بہتوں کے دلوں پر منقوش ہوا اور بہت سے مباحثوں میں غیر قوموں کے ساتھہ مسیحی جھنڈا کو فراز کیا - اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موت کا آنا سب انسانوں کے لئے ضروری ہے مگر جو اشخاص نیک چال و چلن اور مسیحی زندگی بسر کر کے گذرتے ہیں ان کے لئے موت کا ڈنک نہیں ہے وہ تو اپنے مہربان جنتی باپ کی گود میں جا کر ایسے سو جاتے ہیں جیسا کہ کوئی مسافر ایک ضروری منزل طے کر کے اپنے گھر میں آرام پاتا ہے +

اُسی روز قریباً ۶ بجے شام کے مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کو دفن کیا گیا۔ صاحب ممدوح کی عمر قریباً ستر برس کے تھی - ایک سرگرم مناد کی مانند خداوند کے جلال کو پھیلاتے رہے - ان میں سادگی اور سچائی اعلیٰ درجہ کی صفت تھی - ہر ایک عیسائی میں ان صفتوں کا ظہور مسیحیت کی منزلت تک پہنچاتا ہے - ڈپٹی صاحب مرحوم کی حالت بیماری میں ایک عیسائی نوجوان لڑکا اسی بھولے خاں بیمارداری کیا کرتا تھا جس روز ڈپٹی صاحب کو دفن کیا گیا اسی رات اس نوجوان لڑکے نے مسٹر گھوس صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول فیروز پور کے پاس جا کر بیان کیا کہ کل کو میں بھی مر جاؤنگا - میرے بھائی کو خبر دیجاوے اور میری قبر ڈپٹی صاحب کی قبر کے پاس بنانا - اس وقت اس کے اس سرسری بیان پر ہیڈ ماسٹر صاحب نے کچھہ خیال نہیں کیا کیونکہ اس وقت بھولے خاں چنگا بھلا تھا اسی رات کو بھولے خاں کبھی روتا تھا اور کبھی ہنستا تھا - دوسرے روز صبح کو دیکھا گیا کہ وہی بھولے خاں بے حس و حرکت پڑا ہے اور رنگ فق ہے ڈاکٹر صاحب کو بلایا گیا - دوائی دینے کی کوشش کی گئی مگر کسی خاص بیماری کی شناخت نہیں ہوئی - قریباً ۱۱ بجے دن کے جان بحق ہوا +

سوائے آسمانی بلاہٹ کے کوئی اور وجہ نہیں معلوم ہوتی - دوسرے روز ڈپٹی صاحب مرحوم کے پہلو میں اس نوجوان عیسائی کو بھی سلا دیا گیا - کون ایسا سخت دل ہوگا جو اس نوجوان کی آناً فاناً مرگ پر افسوس نہیں کریگا +

ہم خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں کہ ہر دو اشخاص مرحوم کے رشتہ داروں اور متعلقین کو تسلی اور صبر بخشے +

(ولایت علی عیسائی از فیروز پور)

اجمیر

یہاں گورنمنٹ کالج و مدارس کے علاوہ ایک دیانندی سکول بھی ہے - لیکن فضل الٰہی سے تین مختلف مشن سکول

بھی جاری ہیں جن میں صدہا طلبا علاوہ دنیوی تعلیم کے کلام مقدس کی بھی تعلیم پاتے ہیں - یہہ مدارس - اے - پی - مشن ایم - اِی مشن - اور ایس - پی - جی - کے متعلق ہیں + نامہ نگار

میرٹھ میں ستی کا نیا طریقہ

بابو رلیہ ہر صاحب کایستھ فرخ آبادی ممالک مغربی و شمالی میں ایک منتخب و مشہور کورٹ انسپکٹر تھے - عرصہ سے آپ بنارس شہر میں تعینات تھے - تھوڑے دن ہوئے کہ آپ اس ضلع میں تبدیل ہو کر آئے - بنارس میں تبدیلی سے قبل آپ بہت بیمار رہ چکے تھے - جب اس ضلع میں آئے نہایت کمزور تھے - تقریباً ڈیڑھ مہینہ ہوا کہ ان کو ایک روز بخار آگیا - کمزور تو تھے ہی بیماری ترقی پکڑ گئی پھیپھڑے میں نقص آگیا - بالآخر ۲۷ جولائی ۱۸۹۷ء کو ۱۱ بجے دن کے وقت ان کی شمع حیات گل ہونیکی نوبت آگئی لمبی لمبی سانسیں بتلاتی تھیں کہ اب ان کی روح کا قدم عالم بقا کی طرف اٹھنے کو ہے - یہہ حال دیکھ کر اُن کی استری اٹھی اور کہا کہ میں ان کے منہہ میں سونا ڈالنے کو لاتی ہوں - یہہ ایک بہانہ تھا کہ جس کے ذریعہ سے وہ کوٹھے پر گئی اور وہاں سے اپنی لڑکی کے ہاتھہ سونا و گنگا جل نیچے بھیجدیا - مرحوم کورٹ انسپکٹر صاحب کی بھانجی بھی اوپر تھی اُس کو یہہ کہکر رخصت کیا کہ تمہارے ماموں کی حالت خراب ہو رہی ہے نیچے جاؤ - ان دونوں کے چلے جانے کے بعد وہ اُس کوٹھڑی میں داخل ہوئی جس کو اُس نے پہلے سے اپنا ستی استھان بنا رکھا تھا - اس کوٹھڑی میں غسل کے لئے پانی اور بہت سا گھی اور مٹی کا تیل اور دھوئی ہوئی دھوتی موجود تھی - پہلے اشنان کیا اور دھوتی پہنی اور گھی سے اپنے تمام بدن اور بالوں کو خوب تر کیا اور پھر مٹی کے تیل سے مدد لیکر دیا سلائی بالوں میں لگالی اور راہی ملک عدم ہوئی +

عام

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

مسٹر رابرٹ کلارک کمشنر دہلی حصار میں ہاروہ کے فساد کی تحقیقات میں مشغول ہیں +

آتے ہی اُنہوں نے چبوترہ پر چھپر ڈالنا موقوف کیا جس کی اجازت دیسی ڈپٹی کمشنر نے دی تھی +

اس دن پھر قاضی محمد اسلم صاحب اِن کے تحصیلدار کے خلاف عرضیاں گذاری گئیں +

رُہتک میں زیور کے لالچ سے ایک ۸ سالہ لڑکا مارا گیا - لاش تالاب میں پائی گئی +

بارشوں اور طغیانی کے مارے بمبئی و مدراس کا سلسلہ تار ٹوٹ گیا تھا +

مقدمہ رشوت سب جج بہرائچ کی تحقیقات ختم ہوئی - کمیشن کی رپورٹ جلد گورنمنٹ کے پاس پہنچیگی +

جنوبی ہند میں سخت بارشوں کے مارے ریل و اسباب کی آمد و رفت میں سخت ہرج ہوا ہے - بارش نہیں تھمتی +

علی گڈہ کالج کے ۱۰ طالب علمان انٹرنس میں صرف ۵ درجہ سوم میں پاس ہوئے +

اس کا باعث یہہ بتایا جاتا ہے کہ لڑکوں کو کھیل کود اور کھانے پینے سے فرصت نہیں ہوتی +

رنگون میں ایک یوریشین کو ۲ سال سخت قید ہوئی کہ ایک ریوالور برمی کے ہاتھہ فروخت کیا تھا +

بھاری بارش سے بمبئی کی دونوں ریلیں جگہہ جگہہ اور ٹوٹ گئیں اور مرمت میں عرصہ لگے گا +

گجرات (دکن) میں بارش سے مکانات و مال و جان کا بہت نقصان ہوا +

۳۱- جولائی لنڈن کی خبر ہے کہ طاقتیں یونان کی دست اندازی سے کریٹ کی حفاظت کا خود انتظام کرینگی +

بہت سمجھا چکے - آیندہ سامان جنگ یونانی والنٹیروں کا بھیجنا بند ہوگا +

۳۱- جولائی پایہ تخت یونان (ایتھنز) سے خبر آئی یونان نے سلطان کو سوکھا جواب دیا ہے +

اس نے زور سے لکھا ہے کہ موجودہ تمام خرابیاں خود سلطان روم کی بدنیتی کا پھل ہے +

۳۰- جولائی بولووا کی خبر ہے کہ نئے قلعہ مناپو پہاڑ میں مورچہ بندی اور سپاہ جمع ہو رہی ہے +

تازہ خبر ہے کہ جرمن جہاز سے جو بحیرہ چین میں تباہ ہوا ۸۰ لوگ غرق ہوئے +

ڈاک ولایت کی خبر ہے کہ فرانس نے بھی چینی ایمبسڈر کی خاطر داری میں کمی نہیں کی +

نیو ساؤتھ ویلز (آسٹریلیا) میں ہیرے کی کانیں دریافت ہوئی ہیں زمین کو چھید رہے ہیں +

زمین کی قیمت بڑھ رہی ہے ایک کھیت ۲ ہزار پونڈ پر فروخت ہوا - ۲ ہزار قیراط ہیرا نکل چکا +

کانگو سے سخت خبر آئی ہے بلجیم کے بڑے ٹھیکہ دار کو مار ڈالا اور کھا گئے +

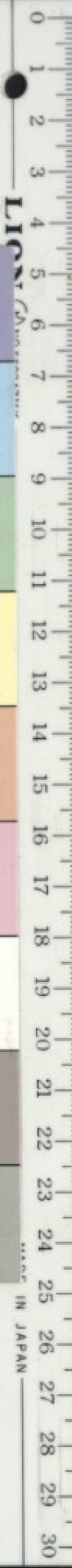
جاپان کی گذشتہ آفت پر حضور ملکہ معظمہ نے بھی ہمدردی کا پیغام بھیجا تھا +

لی ہنگ چنگ کے سر کی تصویر رونجن طریق سے لیگئی گولی لگی تھی صاف دکھائی دی +

جنوبی ہند میں بارش نے حد کردی رعایا پر قہر برس رہا ہے +

دو کشتیوں میں ۲۱۰ مرد و عورت بچے سوار تھے بہہ گئے ایک جان کا بھی پتہ نہ ملا +

مقدمہ قتل دھوبی لاہور میں مجرم سب کو دو سال و دس ماہ کی قید سخت چیف کورٹ سے ہوئی +



مضامین مفید المبتدئین

پیارے بچو!

اگلے خط میں میں نے تمہیں تین چھوٹے بچوں کا حال سنایا تھا جو نہایت ہی قدیم زمانے میں پنجاب سے کہیں بہت ہی فاصلے پر رہتے تھے۔ کیا اس دفعہ تم چند چھوٹے بچوں کا حال سُننا چاہتے سو جو تمہارے قریب رہتے اور تمہاری ہی طرح کھاتے پیتے پہنتے اور کھیلتے ہیں اور وہی زبان بولتے اور اُسی خدا کو پیار کرتے جسے تم کرتے ہو۔ اگر تم سب دلی شوق سے کہو کہ ہاں ضرور سنایئے تو میں بھی کہانی سُنانے کو تیار ہوں۔ تو غور سے سُنو۔ پنجاب کے شمالی حصہ میں ایک سکول ہے جس میں ایک سو کے قریب لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ یہہ ساری لڑکیاں اپنے میں سمجھے بیٹھی تھیں کہ ہم مسیح کو پیار کرتی ہیں۔ اور ہر صبح و شام دعائیں مانگتی اور بیبل بھی پڑھتی تھیں۔ صاف ستھرا لباس پہننے اور سبت کے دن گرجے میں جانے کو وہ تقریباً سب ہی پسند کرتی تھیں۔ وہ عموماً سبت سکول کے سبق اچھی طرح سیکھتیں ہر روز سکول جاتیں اور گھر کا کام بہت ہی خوبی اور مطمئن طور سے انجام دیتی تھیں۔ بعض دن تو یہہ سب کچھ بہت اچھی طرح سے گذر جاتا تھا لیکن پیارے بچو کسی وقت ہاں ایسی بُری روح آن داخل ہوتی تھی کہ ان کے دلوں پر بُرے بُرے خیالات گذرتے تھے یعنی کبھی کبھی لڑکیاں ایک دوسری پر غصہ ہوتیں۔ اپنے سبق یاد نہ کرتیں۔ دعائیں نہ مانگتیں اور دل کی خوشی ایسی کم ہوتی تھی کہ گاتی بھی نہ تھیں۔ اُن کی اُستانی اکثر اوقات اُن کو کہا کرتی کہ لڑکیو! اگر تمہارے دل تیار ہوں تو خدا اُن میں اپنی روح ڈالنے کو تیار ہے اور اکثر اس خاص مطلب کے لئے دعا مانگنے کے لئے وہ ان کو سکول کے اندر ایک علیحدہ جگہہ میں اکٹھا کرتی۔ بعض بڑی لڑکیاں کہا کرتی تھیں کہ اُستانی جی کا روح حاصل کرنے سے کیا مطلب ہے۔ کیا وہ اُمید کرتی ہے کہ پینتیکوست کا دن پھر آویگا۔ اسی طرح وہ کام کرتی اور دعا مانگتی تھیں۔ موسم گرما میں ایک سبت کو یہہ سب لڑکیاں صاف ستھرا لباس پہنے ہوئے گرجا گھر میں گئیں چپ چاپ بیٹھ جانے کے بعد وہاں اُنہوں نے ایک اجنبی کو اپنے پادری صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا اُس روز اُس اجنبی پادری صاحب نے منادی کی اور پاک روح کی ضرورت پر ایسا بیان کیا کہ وہ سب لڑکیاں اور کل حاضرین مجلس اس موقعہ کو نہیں بھول سکتے اور جس طرح ان سب کے دل تڑپ رہے تھے صرف وہی جانتے ہیں۔ ہمیں روح کی بڑی ضرورت ہے۔ ہمیں روح کی بڑی ضرورت ہے۔ اس نے بار بار اور کئی مرتبہ کرر اور تاکید اُسے کر کہا کہ ہمیں روح کی بڑی ضرورت ہے۔ اس کی گفتگو میں ایسی سرگرمی تھی کہ چھوٹی سے چھوٹی لڑکی بھی سونا بھول گئی (تم جانتے ہوگے کہ نہایت چھوٹی لڑکیاں گرجے گھر میں منادی کے وقت اکثر سو جایا کرتی ہیں کیا تم نے کبھی ایسا کیا؟) گرجے سے واپس آتے ہوئے لڑکیاں اس عجیب منادی کی بابت ایک دوسری سے بڑی خوشی کے ساتھ باتیں کرتی تھیں ہر شام کو ان کی دعا میں روح پاک کے نازل ہونے کے لئے پہلے کی نسبت بڑا فرق تھا۔ جمعرات کی شام کو معمول کے مطابق وہ سب گرجے کو گئیں۔ پادری صاحب نے گناہ پر ایسی پُرجوش گفتگو کی اور ایک بہن نے جس کے دل کو آگ لگی ہوئی تھی دعا مانگی کہ ساری لڑکیاں ایک دوسری کے بعد اونچی اونچی رونے اور چلانے لگیں اور بڑی دیر کے بعد جب چپ ہوئیں تو گھر آئیں۔ ان میں سے ایک لڑکی نے کہا کہ میرے گناہ ایک پہاڑ کی مانند سامنے دکھائی دیتے ہیں اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر میں ان کی معافی حاصل نہ کروں گی تو میں نجات ہرگز نہیں پا سکتی۔ اور اسی طرح یکے بعد دیگرے سب نے ایک دوسری سے معافی مانگنی شروع کی۔ اور اُس وقت ان کو اپنے گناہ کیا خوب یاد تھے اور کس قدر وہ ان کے واسطے غمگین تھیں۔ اور رات کو سونے کے پہلے بڑی دیر تک روتی اور چلاتی رہیں۔ بڑی لڑکیاں ایک جگہ جمع ہو کر بیبل کو ایسے جوش سے پڑھتی تھیں جو اُنہوں نے آگے کبھی نہیں کیا تھا۔ پاک کلام میں نئے معنے اور مطلب اُنہیں نظر آتے تھے۔ جب خدا ہمیں اپنی پاک روح سے سکھاتا ہے تو ہمارے تمام گناہ بہت حقیر دکھائی دیتے ہیں اور کئی ایک ایسی چیزیں بھی جنہوں نے ہمیں آگے کبھی دُکھ نہیں دیا تھا۔ اب ہمارے دلوں کو غمگین کرتی ہیں اور اسی طرح ہم کچھ سمجھ سکتے ہیں کہ خدا گناہ کو کس قدر نفرت کرتا ہے۔ جب یہہ پیاری لڑکیاں گناہ کی معافی پا چکیں تو خدا نے ان کے دلوں میں اپنی محبت نازل کی پہلے تو وہ صرف اپنے ہی لئے خیال رکھتی تھیں لیکن اب ایک دوسری کی بھی مدد کرنے لگیں یہہ محبت مہربانی کے بہت سے چھوٹے چھوٹے کاموں سے ظاہر کی جاتی تھی۔ سب لڑکیاں بیمار بہنوں کی مدد کے لئے کوئیں سے نکالکر تازہ ٹھنڈا پانی پلانے کو خوشی سے تیار ہوتی تھیں بڑی لڑکیاں جن کے سپرد چھوٹی لڑکیاں ہوتی تھیں پہلے کی نسبت ان کی زیادہ حفاظت کرنے لگیں وہ نہ صرف ان کے کھانے اور کپڑے کا خیال رکھتی تھیں بلکہ ان کے ساتھ دعا مانگتیں اور انہیں مسیح کی بابت بہت کچھ سکھاتی تھیں۔ وہ کیا ہی خوش دن تھے جب ہماری عزیز لڑکیوں نے مبارک نجات دہندہ کو اپنے دل دیدیئے سدا دن یہہ دعائیں مانگتیں کام کرتیں اور خوشی سے گاتی رہتی تھیں وہ بہت چاہتی تھیں کہ باہر جا کر جو کچھ مسیح نے ان کے لئے کیا اوروں کو سکھائیں لیکن سکول میں ہونے کے سبب یہہ ان کے لئے آسان نہ تھا اس لئے ان کی اُستانی نے ان کو کہا کہ تم اپنے رشتہ داروں کو خط کے ذریعہ سے یہہ خوشخبری بتا سکتی ہو انہوں نے ایسا ہی کیا اور خدا نے ان خطوں میں برکت دی اور ان کو یہہ بھی اجازت دی گئی کہ جو انہیں ملنے کو آویں ان کے ساتھ گفتگو کریں اور دعا مانگیں۔ خدا نے انہیں موقعہ دیا کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے طریقوں سے وہ اس کی خدمت کریں۔ پیارے بچو! اب تم اپنی طرف غور کرو کہ یہہ موقعہ خدا تمہیں بھی دیتا ہے یا نہیں۔ اگر ابھی تک تم نے اپنے دل مسیح کو دے نہیں دیئے تو پیارو اب جلد آؤ مسیح تم کو پیار کرتا ہے اور تمہیں بچانا چاہتا ہے۔ جب تم اس کے لئے کچھ کام کر سکتے ہو تو یہہ خیال مت کرو کہ ہمیں اس وقت تک انتظار کرنی چاہیئے جب تک خدا ہمیں کوئی بڑا کام کرنے کو دے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے لئے چھوٹے چھوٹے کام کریں۔ پیارے بچو کیا تم جانتے ہو کہ یسوع مسیح ہماری خدمت کرنے کو آیا۔ ہمیں بھی خدمتگار رہنا اور اس کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔ یہہ خیال مت کرو کہ دوسرے ہماری خدمت کریں بلکہ ہم ...

لودیانہ

نارتھ انڈیا میڈیکل سکول فار کرسچن ویمن

ہمارے ناظرین نورافشاں کو معلوم ہوگا قریب ۱۸ ماہ سے یہہ مڈیکل سکول مسیحی عورتوں کے لئے شہر لودیانہ میں کھولا گیا ہو اگرچہ گورنمنٹ نے بھی مستورات کی طبی تعلیم کے لئے میڈیکل کالج لاہور میں انتظام کرکے علیحدہ بورڈنگ وغیرہ مقرر کردیا تھا مگر بوجہہ مشکلات چند مثلاً لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ہی کمرہ میں لکچر سننے کے لئے حاضر ہونا۔ اور دیسکٹنگ روم میں لاش وغیرہ کا باہم چیرنا اور ڈیوٹی پر باہم کام کرنے کی وجہہ بعض نوجوان لڑکیوں نے ازمایش میں گرکر اپنی اخلاقی خوبیوں کو برباد کردیا۔ ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے ایک کمیٹی نے اس مدرسہ کو جاری کیا۔ چونکہ سرکاری عملداری میں جبتک کہ تعلیم یافتہ آدمی کے پاس سرکاری سند نہو تو اُس کی تعلیم کی واجبی قدر نہیں ہوتی اور بموجب قانون مڈیکل دیپارٹمنٹ جبتک کسی مڈیکل سکول کے متعلق ایک سو بیمار رہنے کی جگہہ نہو جن کو دیکھکر طلبا تجربہ حاصل کرسکیں تب تک اُس کا تعلق سرکار سے نہیں ہوتا۔ اس سکول کے متعلق تیس بیماروں کے رہنے کی گنجایش تو پیشتر ہی تھی چالیس بیمار سرکاری شفاخانہ میں رہتے ہیں جن کو دیکھنے کی بھی اس اسکول کے طالب علموں کو سرکار سے اجازت ہوگئی ہو۔ باقی تیس کی کمی کو دور کرنیکے لئے اسکول کی عمارت بڑھانیکا بندوبست کیا گیا ہو۔ اس عمارت پر قریب دس ہزار روپیہ کے خرچ ہوگا قریب تیرہ سو روپیہ کے چندہ سے جمع ہوگیا ہو باقی کے لئے تمام مسیحی بھائیوں کی ہمدردی کو اس طرف توجہہ دلائی جاتی ہو۔ بتاریخ ۲ ماہ جولائی سنہ ۹۶ء کو اس نئی عمارت کی نیو کھودنے کا جلسہ منعقد ہوا جس میں ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر و دیگر حکام ضلع مدعو کئے گئے۔

اس جلسہ کے موقعہ پر جناب پادری آر تھر۔ اے۔ ایچ یونگ صاحب پریزیڈنٹ نے حاضرین جلسہ کے روبرو نہایت پرزور اور موثر درس جس کا یہہ خلاصہ تھا سُنایا کہ خداوند مسیح فرماتا ہو میں خدمت لینے کو نہیں بلکہ خدمت کرنے کو آیا ہوں اور رفاہ عام کے تمام اس قسم کے کام عیسائی مذہب کا ظہور ہیں۔ ان کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے ایک مختصر تقریر میں لڑکیوں کو نصیحت فرمائی کہ یہہ کام نہایت عمدہ اور ذیعزت ہو۔ بعد ازاں ہماری کلیسیا کے پاسٹر پادری پریم داس صاحب نے اردو زبان میں ایک درس سُنایا جس کا یہہ خلاصہ تھا کہ یہہ ایک قدیمی مقولہ ہو کہ اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہو اور برا درخت برا پھل قریب ۱۹۰۰ برس کے گذرے کہ اس اچھے درخت کا بیج کلوری پر بویا گیا جس طرح نباتاتی دُنیا میں درخت شاخوں اور پتوں اور میووں میں نشو و نما پاتا ہو اُس طرح یہہ کلوری کا درخت باوجود سخت مخالفتوں کے نشو و نما پاتا چلا گیا یہانتک کہ درخت کے پھل تمام دُنیا میں پھیل گئے۔ اور رفاہ عام کے تمام کام اس درخت کا پھل ہیں انگریزوں کے اس ملک میں آنے کے پیشتر کوئی شفاخانہ اس ملک میں موجود نہ تھا کوڑیوں پر بڑی بیرحمی ہوتی تھی ان کے گھر کے لوگ یا تو ان کو زندہ دفن کردیتے تھے یا دریا میں ڈال دیتے تھے بلکہ بدھ مذہب کی طرف سے بمبئی میں ایک مکان مچھروں کھٹملوں وغیرہ کی رکھشا کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور ان کی پرورش کے لئے اُجرت پر آدمیوں کو لے کر اس مکان کے اندر داخل کیا جاتا تھا تاکہ اُن کا خون چوسایا جاوے اس سپیچ کے خاتمہ پر بابو رلے بر ووہ صاحب نے مسیحی مذہب کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا کہ مسیحی مذہب کی تمام خوبیاں قدیم ہندو مذہب میں پائی جاتی ہیں اور ان کے ساتھ یہہ بھی مان لیا کہ حال کا مذہب ہنود خراب حالت میں ہو۔ انکے بعد پادری ڈبلس صاحب نے دعا کی اور پھر تمام حاضرین جلسہ اُس جگہہ جہاں نیا مکان تعمیر ہوگا گئے ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر و دیگر حاضرین جلسہ نے رسم کے طور پر ہاتھہ میں کسّی لے کر مکان کی بنیاد کی جگہہ سے تھوڑی سی مٹی کو کھودا اور پھر مٹھائی اور شربت تقسیم ہونے کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ چونکہ بابو صاحب نے اس بات کو مان لیا کہ حال کا مذہب ہنود خراب حالت میں ہو ہماری دانست میں ہندو اخبار کا مفصلہ ذیل نوٹ ان کے اقرار کے عین مطابق ہوگا اور وہ یہہ ہو۔

ہم صداقت سے پوچھتے ہیں کیا ہندو مذہب چاروں کو سدھارتا ہو کیا وہ حقیقتاً ان ذلیل لوگوں کے لئے کچھ کرتا ہو؟ کونسی مجلس یا انتظام چاروں کے لڑکوں کو تعلیم دینے کے لئے ان کے پاس موجود ہو۔ اس نے گذشتہ میں اس بارہ میں کیا کیا اور آیندہ کو کیا کرے گا؟ بہت لوگ ان باتوں پر سوچنے کے بغیر بلا تامل پادریوں کے کام کو برا کہنے لگ جاتے ہیں ہماری نصیحت ایسے دیانتدار لوگوں کے لئے یہہ ہو کہ مشن کے کام کے عوض میں کوئی حقیقی انتظام پیش کرکے لوگوں کو اپنی خود انکاری محبت اور ذات کے تعصب سے بری ہونا دکھلا دو اور کہ تم ایسا رستہ جس سے نیچ لوگوں کی ترقی ہو کھول سکتے ہو تو تب تم پادریوں کے کام کو بُرا کہہ سکتے ہو۔ اور علاوہ ازیں ہم پوچھتے ہیں کہ کیں کی شادی طریقہ ذات و رسم ناچ وغیرہ جن کی نسبت یہہ ہندو اخبار زور شور سے ملامت کررہا ہو قدیم سے ہیں یا خراب شدہ زمانہ سے اگر قدیم سے ہیں تو حال کے ہندو مذہب کو خراب شدہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہہ تو شروع سے ایسا ہی ہو اگر خراب شدہ زمانہ سے داخل ہوگئے ہوں تو ان کی اصلاح کرکے اُس کی طرف رجوع لانا چاہئے جو فرماتا ہو۔ ابن آدم آیا ہو کہ کھوے ہوؤں کو ڈھونڈے اور بچاوے۔

راقم مسیح اللہ

مظلوم آرمینیوں کے لئے چندہ

معرفت مسز این پریم داس۔ للعہ

بذریعہ مخزن مسیحی۔ [illegible]

پادری۔ اے۔ ایچ یونگ صاحب اڈیٹران چیف۔ منیجر اخبار نورافشاں کے واسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم وائلی کے اہتمام سے چھپا